اہل حدیثوں کے حق میں عدالت کا

ایک تاریخی فیصلہ

A HISTORIC JUDGEMENT

(اردو، انگریزی)







سید عبدالمجیب بن سید عبدالحفیظ صاحب رحمہ اللہ

عبدالسلام ہاؤس، عبدالسلام سٹریٹ۔ قولباز ار بلہاری۔583102 کرناٹک۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بروفات حامئ توحید وسنت جناب حاجی عبدالسّلام رحمہ اللہ

تاریخ وفات 1940-2-4 مطابق ۱۳۵۸ ہجری

از: نتیجہ فکر: حکیم محمد اسحاق عرف مولانا کڈپوی

کیا ہی سلامتی سے عبدالسلام نکلے ... دنیا سے کر کے رحلت دارالسلام نکلے

علماء کی قدر کرلی محتاج کو نوازا ... کعبہ کا حج ادا کی بس نیک نام نکلے

بازار آخر یدا سودا تھا آخرت کا ... طاعت رسول کی کی، سوئے سلام نکلے

رحمت کے آ فرشتے کہنے لگے کہ چلیے ... واللہ تم خدا کے سچے غلام نکلے

یہ موت تو نہیں ہے معراج مومنوں کی ... حکم خدا سے ٹھہرے آیا پیام نکلے

اللہ سے دل کو جوڑا دنیا سے منہ کو موڑا ... اولاد نیک چھوڑا مقبول عام نکلے

اسحاقؔ نے دعا کی محشر کے دن الٰہی
دامن نبی کا پکڑے عبدالسلام نکلے

اہل حدیثوں کے حق میں عدالت کا

ایک تاریخی فیصلہ

A HISTORIC JUDGEMENT

(اردو، انگریزی)





سید عبد المجیب بن سید عبد الحفیظ صاحب رحمہ اللہ

عبد السلام ہاؤس، عبد السلام سٹریٹ۔ قولبازار بلھاری، 583102 کرناٹک۔ انڈیا

کتاب کا نام: اہل حدیثوں کے حق میں عدالت کا ایک تاریخی فیصلہ

مترجم: ڈاکٹر نور محمد عمری

کمپوزنگ: خلیل الرحمن محمدی ہگری بمن ہلی

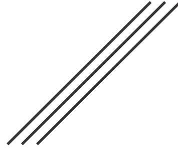
ناشر: سید عبدالمجیب بن سید عبدالحفیظ صاحب بلہاری

صفحات: 67

تعداد: 1000

بار اشاعت: پہلی مرتبہ 2013ء انگریزی میں،

دوسری مرتبہ اردو، انگریزی میں 2016ء مطابق 1438ھ



برائے ایصال ثواب

والدین: محترمہ زیب النساء بیگم، جناب سید عبدالحفیظ صاحب رحمہ اللہ ''بلہاری

پبلیشر

سید عبدالمجیب بن سید عبدالحفیظ صاحب رحمہ اللہ

عبدالسلام ہاؤس، عبدالسلام سٹریٹ۔ قول بازار

بلہاری 583102۔ کرناٹک۔ انڈیا۔

E-mail: mujibsa@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم



جمعیت اہلحدیث کرناٹک وگوا

۹۸ اہل حدیث منزل، چار مینار مسجد روڈ کراس، بنگلور۔۵۶۰۰۵۱

JAMIAT-E-AHLE HADEES KARNATAKA & GOA

98, Ahle Hadees Manzil, Chaminar Masjid Road Cross, Bangalore - 560 051. E-Mail: jamiatahlehadeeskarnatakagoa@gmail.com

Ref.No.	Date: 03-08-2016

اسلام دین فطرت ہے، وہ آخری سچا اور صحیح مکمل نظام زندگی ہے جس نے تمام شعبہ ہائے زندگی میں واضح ہدایات دی ہیں، اور ہر باب میں بنی نوع انسان کی صحیح راہنمائی کی ہے۔ قرآن کریم وہ آخری آسمانی کتاب ہے جو مرکز ومصدر ومنبع علوم ہے، جس ہستی وشخصیت پر یہ کتاب نازل ہوئی، انہوں نے اس کتاب کی جو توضیح وتشریح، تفہیم وتفسیر فرمائی اس کا نام حدیث ہے۔

ان ہی قرآن وحدیث کے حاملین وعاملین کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق "اہل حدیث" کا یہ لقب اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ (طبرانی)

مشہور تابعی امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میری ملاقات پانچ سو صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہوئی وہ سب "اہل حدیث" تھے۔ (شرف اصحاب الحدیث)

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے سب سے پہلے نعمان بن ثابت حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ہی "اہل حدیث" بنایا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ "اہلحدیث" تھے انہوں نے اپنے لیے "مذہب اہل حدیث" کو پسند کیا تھا۔ (منہاج السنۃ)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا کہ ناجی جماعت اگر "جماعت اہل حدیث" نہیں ہے تو میں جانتا کہ پھر وہ کونسی جماعت ہے؟ (شرف اصحاب الحدیث)

جماعت اہل حدیث دین اسلام کی صحیح وسچی تعبیر ہے۔ اس جماعت کا نصب العین یہی ہے کہ کتاب وسنت سے تمسک کیا جائے اور بدعات وخرافات کو مٹایا جائے، چنانچہ مسلک اہل حدیث کے پیروکار دور رسالت سے لے کر آج تک اسی نصب العین کو حرز جاں بنائے ہوئے ہیں۔ مگر برصغیر ہندوپاک میں اس جماعت کے خلاف سازشیں کی گئیں، غلط فہمیاں پھیلائی گئیں انھیں برے القاب سے پکارا گیا۔ ان کے لیے مساجد کے دروازے بند کیے گئے۔ عدالتوں میں مقدمے دائر کیے گئے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

زیر مطالعہ رسالہ بھی شہر بلہاری میں جماعت اہل حدیث کے خلاف 1925 میں دائر مقدمہ کا عدالتی فیصلہ ہے جو جماعت اہل حدیث کے حق میں دیا گیا ہے۔ جماعت اہل حدیث کی طرف سے مقدمہ کی پیروی کے لیے جنوبی ہند کی معروف ومشہور جماعتی شخصیت جناب سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ بلہاری نے زر کثیر صرف کرکے پنجاب سے علمائے اہل حدیث کو مدعو کیا، کتب حدیث سے، جماعت اہل حدیث کے امتیازی مسائل کا انگریزی میں ترجمہ کروایا اور انھیں عدالت میں پیش کرکے جماعت اہل حدیث کی حقانیت کو ثابت کیا۔ فجزاہ اللہ خیرا الجزاء۔

غیر مسلم فاضل جج نے کافی مطالعہ اور غور وخوض کے بعد جو غیر جانبدارانہ فیصلہ سنایا ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ عدالتی فیصلہ زبان انگریزی میں تھا۔ جس کو سید عبدالسلام صاحب بلہاری رحمہ اللہ کے پوتے جناب سید عبدالمجیب صاحب بلہاری حفظہ اللہ سابق خازن صوبائی جمعیت اہل حدیث کرناٹک نے اس کا اردو ترجمہ کروایا۔ اور اس کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزاء خیر عطا فرمائے۔ یہ عدالتی فیصلہ جماعت اہل حدیث کے حق میں ماضی میں جس طرح مفید عام تھا، اسی طرح حال ومستقبل میں بھی اسی افادیت باقی رہے گی۔

میں اس رسالہ کے ناشر اور ان کے معاونین کے لیے دعائے خیر کرتا ہوں۔

والسلام

عبدالوہاب عبدالعزیز جامعی

[signature] 03/08/2016

امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث کرناٹک وگوا

امیر جمعیۃ اہل الحدیث لولایۃ کرناٹک وغوا وجنوب الہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تأثرات

مولانا ظہیرالدین اثری رحمانی حفظہ اللہ
سابق ناظم جامعہ دارالسلام عمرآباد
22/7/2016

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

میری پیدائش ایک چھوٹے سے دیہات حسین آباد میں ہوئی۔ جو مبارک پور (یوپی) شہر سے تقریباً پونے میل دوری پر دریائے ٹونس کے کنارے پر آباد ہے۔ میرے والد محمد بہادر جو عبدالسبحان کے نام سے جانے جاتے تھے۔ ایک متوسط الحال کسان تھے۔ وہ اپنی محنت ولگن سے کمائی کرتے اور اپنے بال بچوں' اہل وعیال کی پرورش کرتے تھے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے مبارک پور اور اطراف کے مواضعات میں طاعون کی وبا پھیلی تو میرا گاؤں حسین آباد بھی اس سے محفوظ نہ رہا میرے والدین اسی وبا سے متاثر ہوکر ایک ہی دن ایک گھنٹے کے فرق سے داغ مفارقت دے گئے۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون۔**

اب میں نے یہ تہیہ کرلیا کہ مجھے اپنی روزی اپنی محنت اور کوشش سے پیدا کرنی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جب جنوبی ہندوستان میں جامعہ محمدیہ رائیدرگ کی بنیاد پڑ چکی تھی اور وہ نہایت تیزی کے ساتھ ترقی کے منازل طے کررہا تھا۔ اس مدرسہ کے بانی مولانا سید اسماعیل صاحب رائیدگی رحمہ اللہ کو معلوم تھا کہ میں مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی کا فارغ اور اس وقت ملازمت کا خواہش مند ہوں۔ چنانچہ اچانک ان سے ایک خط میری طلبی کا آیا۔ اتفاقاً اس وقت جامعہ محمدیہ رائیدرگ میں شمالی ہند کے مشہور شہر مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ کے تین اساتذہ کرام خدمت پر مامور تھے۔ میری ان سے اتفاقاً ملاقات ہوئی۔ اور انہوں نے مجھے جامعہ محمدیہ رائیدرگ آنے کا مشورہ دیا ان کی ترغیب اور مولانا سید اسماعیل رحمہ اللہ کی طلبی پر میں رائیدرگ آ گیا۔ رائیدرگ پہنچ کر جامعہ محمدیہ رائیدرگ کے بڑے محسن اور مالدار جناب الحاج عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ بلاری والوں کا نام سب سے پہلے کان میں پڑا۔ ان کا ہڈیوں کا کارخانہ رائیدرگ سے تقریباً 40 کلومیٹر کے فاصلے پر اوبلا پورم میں واقع تھا۔ پہلی مرتبہ جامعہ محمدیہ کے اساتذہ کرام کے ساتھ ایک جماعت کی شکل میں سیر وتفریح کے لیے الحاج سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ کے کارخانہ پہونچے۔ یہیں پر موصوف سے پہلی ملاقات ہوئی۔ آپ بڑے وجیہ عمدہ پوشاک زیب تن کیے ہوئے بڑی محتاط گفتگو کرنے والے تھے۔ مجھے ٹھیک سے تاریخ یاد نہیں ہے غالباً 5 یا 6 ماہ بعد حاجی صاحب موصوف کا انتقال ہوگیا۔ مگر یہ 5 یا 6 ماہ کے درمیان دوتین ملاقاتوں کا اثر میرے دل ودماغ پر بہت اچھا رہا۔ بس انہیں ملاقاتوں کے تأثرات میرے شاگرد عزیز عبدالمالک سیفی عمری سے حاجی صاحب مرحوم کے پوتے سید عبدالمجیب صاحب کے اصرار پر مختصراً قلمبند کروا رہا ہوں۔

مرحوم حاجی عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ سنجیدہ مزاج کے حامل شخص تھے۔ آپ ایک تجربہ کار صالح تاجر تھے۔ آپ کی گفتگو میں کاروباری فکر کے ساتھ دینی مسلکی، ملی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ وہ سوچ سمجھ کر مذہبی راستہ پر اس طرح گامزن تھے کہ ان کے ہر ہر قدم سے مذہبی فکر اور مسلکی جماؤ نظر آتا تھا۔ وہ بولتے کم تھے مگر جب بولتے تو نہایت وزن دار اور مدلل بات کرتے تھے۔ اور سامعین کو قائل کرتے۔ میرا حاجی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ تعلق کا زمانہ اگرچہ بہت ہی کم ہے لیکن اس کم مدت میں ان سے جو باتیں ہوئیں اور ان کی سنجیدہ اور پرمغز باتوں کو آج میں سوچتا ہوں تو ان کو سب سے آگے پاتا ہوں۔ آپ ایک کامیاب تاجر ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے مخلص، دین دار' مسلک حق پر ثابت قدم رہنے والے فرد تھے۔ میں نے انہیں کئی واقعات میں مذہبی معاملہ میں بڑا سنجیدہ پایا۔

ایک مرتبہ میری موجودگی میں یہ واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ حیدر آباد سے ایک بڑے تاجر بلاری آئے ہوئے تھے محترم حاجی عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کے لیے تشریف لے آئے۔ میں نے محسوس کیا حاجی صاحب کوئی خاص دلچسپی نہیں لے رہے تھے، اتفاقاً اسی وقت ایک معمولی سا تاجر حاجی صاحب سے ملاقات کے لیے آیا تو میں نے دیکھا حاجی صاحب بڑے خوش ہوئے مسکراتے چہرے کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ان کا استقبال کیا اور انہیں اپنی بغل والی کرسی پر جگہ دی اور بہت دیر تک ان کے ساتھ محو گفتگو رہے۔ معلوم ہوا کہ یہ آپ کے ہم خیال معمولی سے تاجر ہیں۔ اس سے حاجی صاحب کی مسلکی حمیت اُجاگر ہوتی ہے۔

میں جب رائیدرگ آیا تو اس وقت رائیدرگ میں حنفی اور اہل حدیث جماعت کے درمیان اختلافات انتہائی نامناسب حالات میں تھے۔ حتیٰ کہ مقدمہ بازی کی نوبت آ گئی تھی۔ اس سلسلہ کا ایک واقعہ ذہن میں محفوظ ہے وہ بھی پڑھ لیں۔ رائیدرگ کا یہ جماعت اور احناف کا جھگڑا فیصلے کے لیے بلاری مجسٹریٹ کورٹ میں تھا جب دونوں جماعت کے احباب مقدمہ کی پیروی کے لیے بلاری جاتے تو حاجی سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ اپنے ملازم کے ساتھ کورٹ تشریف لاتے۔ اہل حدیث حضرات کو بیٹھنے کے لیے دریاں بچھاتے ان کے کھانے پینے کا انتظام کرتے اور ان احباب کا بڑا اکرام واحترام کرتے۔ یہ مرحوم کی جماعتی حمیت کی دلیل ہے۔ اسی جماعتی حمیت کا ثبوت یہ آدھونی کا مقدمہ بھی ہے جس کے فیصل ہونے کے لیے محترم حاجی صاحب رحمہ اللہ نے بڑی محنت کی اور مجسٹریٹ کے روبرو قرآن وحدیث کے مطابق نماز پڑھ کر دکھلائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا طریقہ کیسا تھا۔ تو ۱۹۲۵ء میں مقدمہ اہل حدیثوں نے جیت لیا۔ پھر ادھونی واطراف واکناف کی مساجد میں اہل حدیث کے داخلہ پر جو پابندی تھی ختم ہوگئی۔ جس کی تفصیل آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

محترم حاجی صاحب رحمہ اللہ نے اپنے بچوں کی تربیت بھی اسی نہج ومسلک پر کی تھی۔ ان کے اندر بھی مذہبی حمیت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی۔ مجھے یاد ہے جب رائیدرگ کے چند افراد اپنے معاش کے لیے رائیدرگ سے ہجرت کر کے بلاری آ گئے تو حاجی عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ کے لڑکے حاجی سید عبدالرحمن صاحب مرحوم اس وقت بلاری منسپل کے چیرمین تھے انہوں نے اپنی ذاتی دلچسپی سے ان لوگوں کو ایک قطعہ اراضی الاٹ کیا۔ جس پر سب مسلمان حیران رہ گئے۔ اسی طرح آپ کے لڑکے حاجی سید عبدالحفیظ صاحب انجنیئر کے مزاج میں بھی مذہبی حمیت پائی جاتی تھی۔ آپ نے کئی ایسے کام کیے جن سے پتہ چلتا ہے کہ حاجی صاحب رحمہ اللہ کے وارثین بھی اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلا کرتے تھے۔ اب ان کے پوتے جناب سید عبدالمجیب صاحب اس کا ثبوت ہیں کہ وہ ایک پرانے مقدمہ کو پھر سے عوام الناس کے سامنے لا کر لوگوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمان ایک دوسرے سے مسلکی بنیادوں پر متنفر نہ ہوں بلکہ آپس میں میل جول اور محبت کو پروان چڑھائیں۔

میری طبیعت کی ناسازگی کی بنا پر مزید کچھ نہ لکھوا سکا، ان چند جملوں پر اکتفا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کی اچھی وعمدہ خوبیوں کو اپنانے کی توفیق دے۔ آمین۔

والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیات وخدمات سید عبدالسلام رحمہ اللہ

مالک بون فیکٹری بلہاری، کرناٹک انڈیا۔

عبدالباسط ریاضی

سابق ناظم جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ وسابق امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھراپردیش۔

آج ایک ایسی شخصیت کا تعارف پیش کیا جارہا ہے جو اعلیٰ حسب ونسب کے مالک پابند صوم وصلوٰۃ و پابند شرع، مکارم اخلاق کے پیکر، اور دنیا کے اعلیٰ مدراج پر فائز تھے۔انہوں نے اپنے خاندان اور جماعت کے لیے ایک اسوہ حسنہ چھوڑا ہے۔وہ ہیں جنوبی ہند کی مشہور باوقار شخصیت سید عبدالسلام رحمہ اللہ مالک بون فیکٹری وکنٹراکٹر، قول بازار بلہاری۔ کرناٹک

پیدائش وخاندان:

آپ ۱۸۷۸ء میں کرور ضلع ترچناپلی تملناڈو میں پیدا ہوئے۔آپ کا سلسلہ ءنسب اس طرح ہے:

سید عبدالسلام بن سید نھومیاں بن سید محمد بن سید احمد۔اس خاندان کے جداعلیٰ سید احمد ہیں ان کے آباءاجداد سید وسادات آل سید حسن بن علی بن ابی طالب سے تھے۔جو کوفہ سے کابل منتقل ہوئے تھے۔سید احمد صاحب ۱۸۰۰ء میں کابل میں پیدا ہوئے، جب جوان ہوئے تو ملٹری میں داخل ہوئے، کابل سے برٹش گورنمنٹ میں سارجنٹ کی حیثیت سے مقرر ہوکر چنائی ہندوستان تشریف لائے، ۴۵ سال کی عمر میں ملٹری کی ملازمت سے سبکدوش ہوکر ترچناپلی کو اپنا مقام بنایا اور ایک قریہ تھلاگڈی کے ایک خاندان سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔سید احمد صاحب مرحوم (وفات ۱۸۷۹ء) کے تین فرزند ہوئے (۱) سید غلام محمد (۲) سید محمد (۳) سید میاں محمد۔محترم سید محمد صاحب کے ایک فرزند سید نھومیاں صاحب ترچناپلی کی ایک معزز شخصیت بن گئے۔ان سے دو فرزند اور ایک لڑکی ہوئیں۔ایک سید عبدالجلیل دوسرے سید عبدالسلام۔یہ دونوں جوان ہوئے تو تجارت کو انہوں نے اپنا پیشہ بنایا اور اچھے روزگار کی تلاش میں تھے کہ ان کے ایک ماموں عبدالعزیز صاحب (بلاری میں ملٹری کنٹراکٹر تھے) نے اپنے دونوں بھانجوں کو بلاری بلاکر کنٹراکٹ میں لگادیا۔اور اپنی دونوں لڑکیوں (عائشہ اور رمیضہ بی) سے ان دونوں کی شادی ہوئی۔تجارت میں محنت ومشقت اور دیانتداری کی وجہ سے بہت جلد تاجروں کی صف میں اونچے مقام پر پہنچ گئے۔سید عبدالجلیل تو ترچناپلی واپس چلے گئے مگر سید عبدالسلام رحمہ اللہ نے بلاری کو اپنا مستقر بنایا۔اپنے خاندان کی رہائش کے لیے قول بازار کے قلب میں ایک قطعہ اراضی پر مختلف مکاں بنوائے جس کو گڑنگ کہتے ہیں۔اس وقت آپ نے انگریزی حکومت میں بڑا اثر ورسوخ پیدا کیا۔بلاری سے قریب او بلاپورم ریلوے اسٹیشن سے متصل ہڈیوں کی ایک فیکٹری قائم کرلی اور ہڈی والے مشہور ہوگئے۔آپ کی تجارت میں ملٹری کے ملبوسات تیار کرنا اور ملٹری کے سامان کو خریدنا بھی شامل تھا۔جب کاروبار بڑھ گیا تو آپ نے ایک کار خریدی جس کا رنگ سرخ تھا۔کہتے ہیں کہ اس وقت شہر بلاری میں صرف تین کاریں تھیں۔ایک کلکٹر کے پاس، دوسری ایک غیر مسلم تاجر کے پاس اور تیسری کار سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ کے پاس۔

مولانا سید محمد علی رامپوری جو سید احمد شہید رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے، دعوت وارشاد کے سلسلہ میں حیدرآباد ہوتے ہوئے چنائی تشریف لائے۔مولانا صاحب کتاب تقویۃ الایمان لیکر چنائی میں توحید کی دعوت دینے لگے، لوگ مخالف ہوگئے۔مگر ان کے ایک شاگرد مولانا قادر باشاہ صاحب بڑے مبلغ ہوئے۔وہ چنائی سے رینی گنٹہ، کڈپہ گنتکل، بلہاری اور سرسی تک دعوت وارشاد کے سلسلہ میں سفر فرمایا کرتے تھے۔سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ ان کے خطابات سے متاثر ہوکر موحد بن گئے۔پھر لالہ موسیٰ پنجاب کے مولانا عبدالغنی صاحب پنجابی نے انہیں اہل حدیث بنایا۔

ابتداء میں آپ الٰہی مسجد قولبازار (خونی تھانہ مسجد) میں نماز پڑھتے تھے۔ پھر آمین اور رفع یدین کے سلسلہ میں اختلاف ہو گیا تو باغوان والوں کی مسجد میں نماز پڑھنے لگے' آپ نے اس مسجد کو خوب آباد کیا' پھر آپ کے فرزندوں نے اس کو ترقی دی آج وہ "جامع مسجد اہل حدیث بلہاری" جس کو مرکزی مسجد کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

آپ کا حلیہ:

رائیدرگ میں سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ کو قریب سے دیکھنے والے ایک بزرگ نے آپ کا حلیہ اس طرح بیان کیا ہے: چمکتا رنگ' تابناک چہرہ' خوبصورت ساخت' طویل قامت' نہ دبلے نہ موٹے لمبی پلکیں' سرمگیں آنکھیں' چمکدار ابرو' اونچی ناک' لمبی گردن کالے بال خاموش ہوں تو باوقار' گفتگو کریں تو پرکشش' دور سے دیکھنے میں بارعب' قریب سے دیکھنے میں سب سے خوبصورت' گفتگو میں چاشنی' بات واضح اور دو ٹوک نہ مختصر نہ فضول' مونچھ چھوٹی' داڑھی طویل اور گھنی بارعب' یہ تھا آپ کا حلیہ۔ ایسی بارعب شخصیت کو ابھارنے والا آپ کا لباس تھا۔ سر پر ہمیشہ عمامہ رہتا تھا' جبہ کے ساتھ چوڑی دار پائجامہ' پھر اس پر رنگین صدریہ آپ کے حسن کو تابناک بناتا تھا۔ ہاتھ میں ہمیشہ عصا ہوتا تھا۔ یہ عصائے سنت تھا نہ کہ عصائے پیری۔ پیروں میں ہمیشہ چرمی جوتے ہوتے' جب آپ یہ لباس پہن کر باہر نکلتے اور کار میں بیٹھتے تو بارعب بن جاتے۔

سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ کتاب وسنت کے سچے داعی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیدائی تھے ذیل میں آپ کے چند کارناموں کو مشتہ نمونہ از خروارے کے تحت پیش کیا جارہا ہے تاکہ آپ کی شخصیت واضح ہو۔

1۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیا ہوا یہ فریضہ امت کے لیے ایک نعمت ہے۔ اس میں مسلمانوں کی پرامن زندگی مضمر ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب بھی کوئی غلط کام ہوتا تو آپ فوراً روک دیتے اور مسلم شریف میں حدیث بھی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی برا کام دیکھے تو ہاتھ سے روکے' اگر طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے' اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے اس کو برا جانے۔ اس کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں ہے۔ آپ ہمیشہ اس سنت پر عمل پیرا رہتے۔ جب بھی کسی کو خلاف شرع کام کرتے ہوئے دیکھتے تو اس کو فوراً روک دیتے۔ بلہاری کی ایک اہم شخصیت نے آپ کو طعام پر بلایا۔ آپ نے وہاں کچھ خلاف شرع کام دیکھا' آپ نے نہ صرف کھانا نہ کھایا بلکہ صاحبِ مکان سے فرمایا آپ بڑے آدمی ہیں مگر خلاف شرع امور کے مرتکب ہیں اس لیے میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پھر واپس چلے آئے۔ آپ اسلامی وضع قطع اور شکل وصورت کو بہت پسند فرماتے تھے۔ اگر کسی عالم کی شکل وصورت اور لباس ٹھیک نہ ہو تو فوراً اس کو ٹوک دیتے اور نصیحت فرماتے حتیٰ کہ وہ آپ کی نصیحت سے متاثر ہو کر اپنی اصلاح کر لیتے اور آئندہ ایسی غلطیکے مرتکب نہیں ہوتے۔

چونکہ اصلاح کا کام سب سے پہلے گھر سے شروع ہونا چاہیے سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ نے خواتین کے لیے گھر میں پردے کی پابندی لازم کر دی' اگر گھر کی خواتین کے سروں سے اوڑھنی بھی سرک جائے تو نوکرانی کو خطاب کر کے بآواز بلند فرماتے کہ اے باندی کیا سروں پر اوڑھنی ٹھہرنے کے لیے میخ لگانا ہو گا۔ اس سے گھر کی خواتین بیدار ہو جاتیں اور پردہ کر لیتیں۔

دعوت وارشاد کے سلسلہ میں آپ ایک مرتبہ رائیدرگ تشریف لائے' جامعہ محمدیہ عربیہ میں ایک حنفی عالم وعظ فرما رہے تھے' اختتام پر آپ نے مولانا سید اسماعیل صاحب بانی جامعہ سے پوچھا کہ یہ کون عالم ہیں؟ مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ چوٹی کے حنفی عالم ہیں۔ آپ نے فوراً کہا: چوٹی کے عالم رہیں تو کیا؟ جب رفع یدین کی صحیح حدیث پر عمل نہیں کرتے ہیں تو ہمارے عالموں کے مقابلہ میں ان کی تعریف کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنا کہہ کر آپ کار میں بیٹھ کر چلے گئے لوگ حیران اور دم بخود ہو گئے۔

2۔حق گوئی اور حق بات کو قبول کرنا:

۱۹۲۵ء میں سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ مولانا عبداللہ پنجابی مقیم ہری ہر کے ساتھ حج بیت اللہ پر تشریف لے گئے، حج کے بعد آپ نے مولانا صاحب کو ترجمان بنا کر شریفِ مکہ سے چار مصلوں کے بارے میں گفتگو کی اور ایک مصلّی کے موقف کو واضح کیا' شریف مکہ کو آپ کے خیالات سے بہت خوشی ہوئی اور چار مصلوں کو ختم کرنے کا وعدہ فرمایا۔ پھر چند دنوں کے بعد آپ بمبئی کے چند کمپنیوں کے مالکوں کو لے کر شریف مکہ سے مل کر جدہ سے مکہ مکرمہ تک ریلوے لین بچھانے کی بات کی شریف مکہ ان کے اس منصوبے سے بھی خوش ہوئے مگر یہ منصوبہ پورا نہ ہوسکا۔ معلوم ہوا کہ اب یہ منصوبہ شروع ہو چکا ہے۔ اس سے سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ کی دور اندیشی کا پتہ چلتا ہے۔

سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ نے دیکھا کہ حجاز میں حاجیوں کو کچھ زیادہ سہولتیں نہیں ہیں' کیونکہ حکومت کے خزانے میں پیسہ نہیں ہے آپ نے حاجیوں کی تکلیف کو دیکھ کر ہندوستان واپس آنے کے بعد تمام لوگوں سے امداد جمع فرما کر شریفِ مکہ کو روانہ فرمایا۔ آپ کے دل میں عظمت کعبہ اور مسجد نبوی کا احترام تھا۔ آپ کو یہ پسند نہیں تھا کہ جوار حرمین شریفین میں رہنے والوں کو تکلیف ہو۔

3۔صبر وشکر:

آپ صابر وشاکر بندے تھے۔ تجارت میں کچھ نقصان ہوجاتا تو فوراً اس کا سبب تلاش کرتے اور اس کا ازالہ فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس بمبئی سے ایک تار آیا کہ آپ کا مال جس جہاز میں تھا وہ غرق ہوگیا ہے۔ اس وقت مال جہازوں سے بیرونی ممالک جارہا تھا۔ آپ نے فوراً مینجر کو بلا کر پوچھا کہ کیا سالِ گزشتہ مال کی مکمل زکوٰۃ نکالی نہیں گئی' یا اس میں کمی ہوئی ہے؟ مینجر نے حساب دیکھ کر کہا کہ مال کی پوری زکوٰۃ نکالی گئی ہے تو اس وقت آپ نے فرمایا: کہ اللہ حافظ وناصر ہے ہمارا مال ان شاء اللہ غرق نہ ہوگا۔ چند دنوں بعد اطلاع ملی کہ مال غرق ہونے کی خبر غلط تھی۔

4۔سخاوت وداد ودہش:

سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ سخاوت وداد ودہش میں ہمیشہ آگے رہتے' محب العلم والعلماء تھے۔ مدرسہ قائم کرنے کی وجہ سے مولانا سید اسماعیل صاحب بانی جامعہ کو بہت چاہتے تھے۔ مولانا بانی جامعہ فرماتے تھے کہ جامعہ محمدیہ عربیہ کو جب بھی مالی مشکلات پیش آتیں' اساتذہ کی تنخواہ رک جاتی اور لوگوں کا قرضہ بڑھ جاتا تو آپ کو اطلاع دی جاتی آپ فوراً تشریف لاتے اور ایک خطیر رقم عنایت فرما کر ہماری مشکلات کو آسان فرمادیتے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

مولانا سید اسماعیل صاحب نے رائیدرگ میں ایک بڑا اجتماع منعقد کیا جس میں مرد وخواتین دونوں شریک تھے۔ مولانا یٰسین صاحب حیدرآبادی خصوصی مقرر تھے آپ زبردست واعظ وخطیب تھے جب وعظ کے دوران تعاون کا اعلان فرماتے تو عورتیں تعاون میں زیور تک دے دیتیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان پر خواتین زیور ڈال دیتی تھیں۔ جامعہ کے اس اجتماع میں مولانا یٰسین صاحب کے اعلان پر تو ایک عورت نے اپنی بالیاں چندے میں دے دیں' مولانا سید اسماعیل صاحب نے اسی اجتماع میں ان کا ہراج ڈالا۔ سید عبدالسلام صاحب نے ان کو ایک ہزار روپیے میں خریدا۔ پھر شام میں مدرسہ میں ایک لڑکی کو خوش آواز سے نظم پڑھتے ہوئے سنا تو اس کی تعریف کی جب معلوم ہوا کہ وہ بچی یتیمہ ہے تو آپ نے وہ زیور اس کو دے دیا۔ اس کے علاوہ رشتہ داروں' غریبوں اور پڑوسیوں کے لیے آپ کی مہمان نوازی اور داد ودہش کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا خاص خیال رہتا تھا۔

5۔مسلک کے لیے قربانیاں اور جماعتی دورے:

آپ مسلک اہل حدیث کے لیے ہر قسم کا تعاون دینے کے لیے ہمیشہ مستعد رہتے۔ آپ کی دعوت کا سلسلہ بلہاری سے تملناڈو تک پھیلا

ہوا تھا۔مگر بلہاری کے اطراف واکناف میں جماعتی بھائیوں کے لیے آپ کی خصوصی توجہ رہتی تھی۔آپ کی دعوت کے میدان یمگنور، آدونی، گنتکل، ہریال، کوڈلگی، دیوسمدرا اور رائیدرگ سے لے کر بنگلور تک تھے۔مولانا سید اسماعیل صاحب کی شخصیت کی وجہ سے اور رائیدرگ میں مدرسہ جامعہ محمدیہ عربیہ قائم ہونے کی وجہ سے آپ رائیدرگ کی جماعت پر بڑے مہربان تھے۔آپ کئی بار رائیدرگ تشریف لائے۔

۱۹۳۵ء میں رائیدرگ کی چوک جامع مسجد میں حنفی اہل حدیث کا جھگڑا ہوتو مسجد کا تالا لگ گیا۔اس وقت رائیدرگ ضلع بلہاری میں تھا۔ یہ مقدمہ بلہاری کورٹ میں چلا گیا۔آپ نے رائیدرگ کے اہل حدیثوں کے لیے اپنی طرف سے ایک وکیل مقرر کیا۔احباب جماعت کو کورٹ میں حاضر ہونے کے لیے آمدورفت ٹکٹ فراہم فرماتے۔کورٹ میں دوپہر کے وقت اہل حدیثوں کی عمدہ ضیافت فرماتے جب کہ فریق ثانی کورٹ میں حاضر ہونے کے لیے بیل گاڑیوں پر آتے اور دوپہر میں سوکھی روٹیاں کھاتے وہ اہل حدیثوں پر اور سید عبدالسلام رحمہ اللہ کی مہربانیوں پر رشک کرتے۔پندرہ بیس دن میں مقدمہ ختم ہوا۔مسجد کا تالا کھولنے کی اجازت ملی تو بلہاری کے کلکٹر نے تالا کھولنے کی ذمہ داری سید عبدالسلام رحمہ اللہ کو دی آپ اپنا عمدہ لباس پہن کر بذریعہ کار رائیدرگ تشریف لائے دونوں جماعتوں کے ذمہ داروں کو بلا کر تالا کھول کر اتفاق و اتحاد کے ساتھ نماز پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔اس وقت آپ کے علاوہ اس ضلع میں کوئی دوسرا آدمی یہ کام انجام دینے کے قابل نہیں تھا۔

۱۹۲۵ء کے درمیان شہر آدونی میں احناف اور اہل حدیثوں میں آمین بالجہر اور رفع یدین کا جھگڑا ہو گیا۔یہاں تک کہ معاملہ آدونی کی عدالت میں پہنچ گیا۔آدونی کی عدالت سے وہ مقدمہ بلاری سشن کورٹ کو منتقل ہوا۔یہ وہ زمانہ ہے جب کچی سڑکیں، آمدورفت کے وسائل کی کمی اور بجلی نہیں تھی، اور علماء کی تعداد بھی کم تھی۔حنفیوں کا اعتراض تھا کہ اہل حدیث نماز میں پاؤں روندتے ہیں اور کہنیوں سے مارتے ہیں۔سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ نے مقدمہ کی پیروی کے لیے ایک وکیل مقرر کیا۔اور اس کے ذریعہ نماز کے ثبوت میں صحیحین کے احادیث کا حوالہ جمع کیا اور اس کا انگریزی ترجمہ کیا، پھر فاضل جج کے سامنے اردو اور انگریزی میں حوالے پیش کئے، فاضل جج کے سامنے کورٹ میں نماز ظہر احادیث کی روشنی میں پڑھ کر بھی بتادی۔فاضل جج اس نتیجے پر پہنچا کہ اہل حدیثوں کے دلائل اور احادیث کے حوالے کتاب وسنت پر مبنی ہیں اور ان کی نماز میں بھی کوئی خرابی نہیں ہے۔چنانچہ جج نے اہل حدیثوں کے حق میں فیصلہ سنایا اور احناف کو عدالتی اخراجات اور ہرجانہ دونوں ادا کرنے کا حکم دیا۔ سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ نے اہل حدیثوں کے وکیل کو تاکید کی کہ وہ عدالتی اخراجات اور ہرجانہ طلب نہ کرے۔ہم ان کو شکست دیکر اور ہرجانہ وصول کر کے انہیں رسوا کرنا نہیں چاہتے۔ہم اخراجات اور ہرجانہ دونوں معاف کریں گے۔شاید اس بات سے ان کے دلوں میں کتاب وسنت کی محبت بیٹھ جائے اور اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔پھر فرمایا: آج کا دن میرے لیے مسرت کا دن ہے ہم نے سنت نبوی کی خدمت کی ہے۔ اللہ اس کو قبول فرمالے۔اس فیصلے سے بہت سارے حنفی حضرات متاثر ہوئے۔

ان تمام مسائل کے متعلق بمبئی، مدراس، کلکتہ اور دیگر ہائی کورٹوں میں اہل حدیثوں کے حق میں فیصلے ہو چکے تھے۔آمین کے مسئلہ کو سنی جماعت والوں نے لندن کی پریوی کونسل تک پہونچائی، اس وقت انگریزوں کی حکومت کی یہ سپریم کورٹ تھی مگر وہاں بھی آمین بالجہر کے متعلق الحمد للہ اہل حدیثوں کے حق ہی میں فیصلہ ہوا۔

ادھونی کورٹ کے فیصلے کی کاپی کئی سالوں تک دستیاب نہیں ہوئی بعد میں اصل (Original) جڑ جمنٹ کاپی ملی جو 2013ء میں سید عبدالمجیب صاحب نے ہو بہو شائع کیا۔چونکہ یہ انگریزی زبان میں تھی، لوگوں کے اصرار پر انگریزی کو اردو میں ترجمہ کر کے عوام وخواص کے استفادہ کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔

اہل حدیثوں کا نماز پڑھ کر بتانا اور فاضل جج کا فیصلہ جس سے شہر بلہاری کے احناف کو تکلیف ہوئی سب حاجی سید عبدالسلام رحمہ اللہ کے مخالف ہو گئے، باغوان مسجد کے علاوہ حاجی صاحب دیگر مسجدوں میں بھی کتاب وسنت کی تبلیغ فرمانے لگے۔ایک حنفی مسجد کے چند مصلیوں پر آپ

نے محنت کرنا شروع کیا‘ جب مسجد والوں کو معلوم ہوا تو پہلے ہی وہ لوگ کورٹ کے فیصلے سے بے تاب تھے اب ان کے دعوتی کام کو دیکھ کر آپ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا یہ بات کسی طرح آپ کے ڈرائیور ہنمنتپا کو معلوم ہوگئی۔ جب کار اس مسجد سے گذرنے لگی تو ڈرائیور نے کار کو دوسری طرف موڑ دیا۔ آپ نے پوچھا تو کہا کہ مجھے لوگوں کے منصوبے کی اطلاع ملی ہے۔ آپ نے فرمایا حنفی مسجد کی طرف چلو اللہ کے حکم کے بغیر کچھ ہونے والا نہیں ہے۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۔ جو اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ اس کی حفاظت کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ کار اس مسجد کی طرف موڑ دی گئی۔ مخالفین مسجد کے سامنے کھڑے رہے آپ اطمینان کے ساتھ ان کے سامنے سے گذر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا رعب و دبدبہ ان پر ایسا ڈال دیا کہ کسی نے کچھ تعارض نہیں کیا۔

بلاری شہر میں انگریزوں کا ملٹری کیانپ تھا‘ یہاں ایک بڑی شراب کی بھٹی (کارخانہ) بھی تھی‘ جس کی شراب ملٹری کو سپلائی کی جاتی تھی‘ ایک دفعہ اس کا مالک سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ کے پاس لکڑیاں خریدنے کے لیے آیا آپ نے اس کو لکڑیاں دینے سے انکار کیا‘ جب کہ وہ زیادہ قیمت پر خریدنے کے لیے فرمائش کرنے لگا‘ مگر آپ نے یہ جان کر کہ اسلام میں شراب جائز نہیں ہے (اس کو لکڑیاں فراہم کرنا برائی پر تعاون کرنے کے برابر ہے۔) لکڑیاں دینے سے ملازمین کو روک دیا۔

6۔ عیدگاہ اہل حدیث بلہاری:

جماعت اہل حدیث قول بازار کے لیے عیدگاہ نہیں تھا۔ ۱۹۲۵ء میں آپ نے ایک قطعہ اراضی خرید کر عیدگاہ بنایا اور احباب جماعت کو نماز عید کے لیے عیدگاہ آنے کا اعلان کرایا‘ لوگوں نے کہا عیدگاہ کی جگہ جماعت کے نام وقف نہیں ہے ہم کیسے نماز پڑھیں! پہلے آپ اس کو وقف کریں پھر ہم نماز عید کے لیے آئیں گے۔ آپ نے فوراً عیدگاہ جماعت کے نام وقف کر دیا پھر نماز عید پڑھی گئی۔ عیدگاہ اہل حدیث اس زمانہ میں ہندوستان کے گنے چنے اہل حدیث عیدگاہوں میں شمار ہوتا تھا جس میں عورتوں کے لیے خصوصی چہار دیواری کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اہل حدیثوں کی تعداد بہت کم تھی آپ نے دور اندیشی سے ایک وسیع زمین عیدگاہ کے لیے خریدی اور عیدگاہ تیار کیا۔ جس میں آج الحمدللہ کئی ہزار مرد وخواتین اس میں نماز عید ادا کر رہے ہیں‘ اور دینی اجتماعات بھی ہوا کرتے ہیں۔ الحمدللہ۔

7۔ مہمان نوازی:

سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ بڑے مہمان نواز تھے۔ آپ کے دولت کدہ پر چھوٹے بڑے علماء کا ورود ہوتا رہتا تھا۔ آپ سب کی مہمان نوازی فرماتے اور بڑی بات یہ ہے کہ ان کی پسند کا کھانا کھلاتے۔ دور دراز مقامات کے علماء دین کو دعوت نامہ بھیج کر بلواتے‘ انہیں دعوتی کاموں میں مصروف فرماتے پھر ان کی خوب خاطر تواضع فرماتے ان کی قدر و منزلت میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ بہار‘ یوپی‘ اور پنجاب کے بڑے بڑے علماء جو بلہاری تشریف لائے ہیں وہ یہ ہیں۔ (1) محدث کبیر مولانا عبدالجبار صاحب کنڈیلہ (2) مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی (3) مولانا محمد صاحب جونا گڈھی (4) مولانا عبدالغفور غزنوی (5) مولانا عبدالغنی پنجابی (6) مولانا عبداللہ عقیل مئوی (7) مولانا عبدالجبار بہاری (8) مولانا عبداللہ روپڑی (9) مولانا فقیر اللہ بنارسی (10) مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (11) مولانا قمر بنارسی (12) مولانا عبدالسلام بستوی (13) مولانا داؤد راز مترجم بخاری شریف (14) مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگری (15) مولانا ابوالقاسم خالد العربی اڑیسہ (16) مولانا عبداللہ صاحب مدنی شولاپوری (17) مولانا داؤد غزنوی (18) مولانا عبدالتواب پنجابی (19) مولانا صدیق بہاری (20) مولانا عبداللہ پنجابی (21) مولانا عبدالقدوس اوسان کوئیاں (22) مولانا تقریظ احمد دہلوی (23) مولانا شعیب بنارسی (24) مولانا عبدالحکیم نصیر آبادی (25) مولانا میاں صاحب پنجابی وغیرہ ان کے علاوہ مولانا سید اسماعیل صاحب جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ کے سالانہ اجلاس اور دینی اجتماعات پر اکثر علماء کو مدعو کرتے۔ جتنے بھی علماء تشریف لاتے وہ سب سے پہلے بلہاری آتے۔ یہاں سید عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ ان کی مہمان

نوازی فرماتے پھران کے فرزندارجمند سید عبدالحمید صاحب انہیں اوبلا پورم بون فیکٹری لے جاتے۔ ہرقسم کے فروٹ وغیرہ کھلاتے دینی مسائل پر بحث ومباحثہ ہوتا پھر بذریعہ ریل انہیں رائیدرگ روانہ فرماتے۔ حاجی سید عبدالسلام صاحب علماء کی ضیافت کے سلسلہ میں نوکر چاکر ہونے کے باوجود اپنی زوجہ کو حکم فرماتے کہ علماء کے لیے وہ خود کھانا تیار کریں۔ کیوں کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اس طرح علماء کی خدمت کرنے میں آپ خوشی محسوس کرتے۔ علماء کے لیے آپ رحمہ اللہ اور آپ کے فرزندان نے ہمہ وقت لنگر کھول رکھا تھا۔

8۔علم دین میں انہماک اور علماء کی صحبت:

قرآن مجید کے ساتھ احادیث کا پڑھنا' سیکھنا اور سمجھنا اور احکاماتِ خداوندی دوسروں تک پہنچانا حاجی صاحب کا ذوق تھا' اس وقت پنجاب علماء کا گڑھ تھا اور سلفی مسلک کا مرکز تھا۔ علماء سے تعارف حاصل کرنے کے لیے ایک مرتبہ آپ نے امرتسر کا دورہ فرمایا۔ یہاں خاندان غزنویہ کے مدرسہ دارالحدیث غزنویہ کا معائنہ فرمایا اور شیر پنجاب فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کے مہمان رہے اور انہیں جنوبی ہند آنے اور شہر مدراس میں ایک عظیم الشان آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس منعقد کرنے کی دعوت بھی دی۔ یہاں آپ نے احادیث نبوی کو سیکھا۔ آپ کی یہ عادت بلکہ فطرت تھی کہ آپ سفر میں حضر میں کسی نہ کسی عالم دین کو اپنے ساتھ رکھتے۔ کوئی بھی مسئلہ پیش ہوتا تو گڑنگ میں علماء سے بحث ومباحثہ ہوتا اور مسئلہ کا صحیح حل ملنے پر سختی سے کاربند ہوجاتے پھر اس میں کوئی چیز سدّ راہ نہ ہوتی' پہاڑ بھی آجائے تو ہٹا دیا جاتا۔

9۔ بون فیکٹری اوبلا پورم:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین کے علم کے ساتھ کاروبار کی صلاحیت سے نوازا تھا۔ ملٹری کنٹراکٹ کرنے کے علاوہ آپ نے ہڈی کی فیکٹری ڈالی' جو جنوبی ہند کی اعلیٰ فیکٹریوں میں شمار ہوتی تھی۔ جس میں سو سے زائد مزدور کام کرتے تھے۔ آپ نے اس فیکٹری بنانے کے لیے مشین وغیرہ بیرونی ممالک سے منگوالیا تھا۔ اس زمانے میں بجلی کی سہولت نہ تھی یہ سٹیم انجن سے فیکٹری چلتی تھی۔ فیکٹری کے بغل میں آفس اور مہمان خانہ ہوتا تھا اور روزانہ سویرے اپنے ساتھ کار میں علماء دین کو ساتھ لے جاتے کاروبار کے ساتھ علم دین سے مستفید ہوتے اور شام میں واپس آجاتے۔

آپ پورے ہندوستان سے مال خریدتے اور تیار ہونے کے بعد ہندوستان' کولمبو' جاپان' انگلینڈ' برطانیہ' جرمن' اور دیگر مقامات کو روانہ (Export) کرتے۔ فیکٹری کے اندر ریل کے ڈبے آنے جانے کی سہولیات بھی مہیا کرلی تھیں۔ (Railway Saiding) فیکٹری سے متصل ایک باغیچہ تھا جس میں قسم قسم کی پھل اور ساگ سبزی اگاتے' جسے اپنے گھر اور محلہ والوں پر خرچ کرتے تھے۔

10۔ملٹری قبرستان' بنہٹی:

بلاری میں مسلمانوں کے الگ الگ دو قبرستان ہیں' اس کے علاوہ شہر سے دور ایک مسلمانوں کا قبرستان تھا جو غیر آباد تھا دور ہونے کی وجہ سے عوام استعمال میں نہیں لا رہے تھے' اس کو اپنے ماتحت میں لے کر اپنے خاندان والوں کو اس قبرستان میں تدفین کی ترغیب دینے لگے تاکہ یہ مسلمانوں کے ماتحت رہ سکے آج الحمدللہ اس میں خاندان کے لوگوں اور قریبی مسلمانوں کی تدفین ہو رہی ہے۔

11۔ وفات حسرت آیات:

آپ رحمہ اللہ نے اپنی حیات کی ساٹھ بہاریں دیکھی ہیں۔ آخر ایام میں آپ کے لائق فرزندان ارجمندان نے آپ کے کام کو سنبھال لیا تھا۔ لیکن فکر آخرت اور کثرت عبادت کی وجہ سے کمزور ہو گئے تھے۔ آخر وہ وقت موعود آپہنچا جس کو موت کہتے ہیں بروز یکشنبہ بوقت تہجد مورخہ ۴/فروری ۱۹۴۰ء موافق ۱۳۵۸ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آہ! دنیا ایک عبقری شخصیت سے محروم ہوگئی۔ آپ کی وفات حسرت آیات پر شعراء نے مرثیہ کہا۔ حکماء وعلماء نے نصیحت آموز کلمات کہہ کر اس غمزدہ خاندان کی دلجوئی کی۔ شہر بلہاری کے اطراف واکناف کے سلفیوں کو عجیب قسم کا غم ہوا۔ سب پر رنج والم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

سب نے طویل دعائے مغفرت کے بعد دل سے یہ کہا کہ: اے اللہ! تو سید عبد السلام رحمہ اللہ کو دار السلام پہنچادے۔ انہیں جنت الفردوس میں مقام نصیب فرما۔ **اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ الجنۃ الفردوس۔ آمین۔**

12۔ اولاد واحفاد:

سید عبد السلام صاحب رحمہ اللہ نے دو شادیاں کیں۔ ایک ان کے ماموں کی لڑکی رمیضہ بی سے جن کے بطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی، ان کے انتقال کے بعد زینت بی صاحبہ ترچناپلی سے کی جن سے چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں۔

زینت بی صاحبہ رحمہا اللہ 1902-1978ء:

بڑی نیک، تقویٰ شعار خاتون تھیں۔ اپنے شوہر کی طرح یہ بھی علماء کی بڑی قدردان تھیں، مکان میں خادمہ ہونے کے باوجود علماء کے کھانے کے لیے خود ہی اچھے اچھے کھانے تیار کرتیں۔ جب بھی کھیتوں سے غلہ، ترکاری آتی تو اس میں سے پورے خاندان والوں، اور محلہ کے پڑوسیوں میں تقسیم کرتی تھیں۔

1۔ سید عبد الحمید صاحب رحمہ اللہ 1900-1961:

نمونۂ السلف بزرگ تھے۔ سید عبد السلام صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ نے بون فیکٹری کو سنبھالا۔ آپ میں اپنے والد کا تقویٰ اور خدمت دین کا جذبہ پایا جاتا تھا۔ آپ کے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھیں۔

2۔ سید عبد الرحمن صاحب رحمہ اللہ 1918-1982ء:

انہیں سب لوگ ساھوکار عبد الرحمن کہتے تھے۔ انہوں نے بھی دو شادیاں کیں۔ ان کے آٹھ بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ ان کی اولاد میں ڈاکٹر، انجنیئر، کنٹراکٹر ہیں۔ انہوں نے بھی بون فیکٹری کی دیکھ بھال کی جن کے زمانے میں خاندان کو بون فیکٹری کی وجہ سے جانتے تھے اور ہڈی والے مشہور تھے۔ آپ میں حاجی صاحب مرحوم کا رعب و دبدبہ پایا جاتا تھا۔ آپ مسلسل 25 سال تک بلہاری بلدیہ کے کونسلر تھے۔ آخری ایام میں وہ بلہاری منسپل کونسل کے صدر بھی بنے۔ آپ جماعت کی دینی خدمات، مساجد کی تعمیر اور جماعت اہل حدیث کی دعوتی کاموں میں حصہ لیا کرتے تھے۔ آپ نے سیاست کی دنیا میں کافی اچھا مقام بنایا تھا، آپ بحیثیت Land Tribunal کے ممبر بھی تھے۔

3۔ سید عبد اللہ صاحب رحمہ اللہ 1921-2000ء:

ان کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں ان کے فرزند کنٹراکٹر اور ہائی کورٹ وکیل ہیں۔ آپ بھی اپنے بھائی کے ساتھ بون فیکٹری اور دینی کاموں میں شامل رہا کرتے تھے۔ انہوں نے عبد السلام صاحب رحمہ اللہ کی خوش مزاجی اور خاموشی کو لیا۔

4۔ سید عبد الحفیظ صاحب رحمہ اللہ انجنیئر 1924-2007ء:

آپ نے انجنیئر کالج گنڈی مدراس میں B.E پاس کیا اور انجنیئر کہلاتے تھے۔ آپ کرناٹک حکومت اور ریلوے کے کنٹراکٹر بنے۔ آپ نے بہت سے مقامات پر پُل، راستے اور عمارتیں تعمیر کیں، ان کے علاوہ آپ واٹر ٹریٹ مینٹ پلانٹس (Water Treatment Plants) اور ہیڈ ٹینکس (Over Head Tanks) میں کافی نامور کنٹراکٹر مانے جاتے تھے۔ آپ سماج کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ کئی تنظیموں کے آپ رکن بھی رہے ہیں۔ لوگ اختلافی مسائل میں آپ سے مشورے کرتے، اور مشوروں میں شامل کرتے تھے۔ آپ کے پاس علماء کی بڑی قدر تھی، مولانا صفی الرحمن مبارکپوری مصنف الرحیق المختوم، (سابق امیر جمعیت اہل حدیث ہند) اور مولانا عبد الحمید رحمانی اور مولانا مختار احمد ندوی حفظہ اللہ آپ کے مہمانوں میں سے ہیں۔

جمعیت اہل حدیث کرناٹک کے ذمہ دار اور مرکزی جمعیت ہند کے رکن شوری تھے، کئی سال تک ضلع جمعیت اہل حدیث بلہاری کے بھی

آپ امیر تھے۔ انہوں نے اصلاح المساجد ممبئی کے ذریعہ کئی مساجد کی تعمیر کی اس کے علاوہ بلہاری شہر اور دیگر مقامات کے مساجد کی تعمیر وتوسیع کی بھی خدمت انجام دی۔ رائیدرگ کی مسجد' جامعہ محمدیہ انہوں نے ہی بنائی' بہت سے مدرسوں کے سرپرست ونگران تھے۔ جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ کے تقریباً ۱۵ سال صدر رہے۔ ان کے چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ جن میں انجینیر اور کنٹراکٹر ہیں۔ انہوں نے عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ کی علمی پیروی اور مہمان نوازی کو لیا۔ جامع مسجد قول بازار کو انہوں نے جدید مسجد میں تبدیل کیا' آج وہ مسجد تمام سلفیوں کے لیے مرکزی مسجد بن گئی ہے اور جامع مسجد کی گوشت مارکیٹ کا قیام کیا۔ آپ نے کنٹراکٹ کے بعد بون فیکٹری کو سنبھالا۔

1985ء میں آپ نے سلفی بیت المال کا نظام قائم کیا جو ہندوستان میں پہلا نظام تھا جس کی بنیاد قرآن وحدیث پر رکھی گئی' جو آج جنوبی ہند میں بحیثیت مثال اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ الحمدللہ علی ہذا۔ آپ جامعۃ الحسنات للبنات' عبدالسلام چارٹیبل ٹرسٹ کے بانی اور صدر تاحیات رہے۔

جناب سید عبدالحفیظ صاحب رحمہ اللہ خدمت دین کے ساتھ عوام کے بھی بڑے ہمدرد تھے' غیر مسلم افراد بھی آپ کے اخلاق حسنہ کی بنا پر بڑی عزت واحترام کرتے تھے۔

5۔ سید عبدالتواب صاحب رحمہ اللہ 1926 - 2012ء:

انہوں نے بھی B.E پاس کر کے انجینیر نگ کی ڈگری حاصل کی۔ مولانا سید اسماعیل صاحب مرحوم ان دونوں انجینیر وں کی بڑی قدر فرماتے تھے۔ حاجی سید عبدالتواب صاحب رحمہ اللہ کو علمی دوستی اور تحقیقی مسائل میں دلچسپی کی وجہ سے مولوی سید عبدالتواب کہتے اور اپنے خطوط میں ایسا ہی لکھتے تھے۔

انہوں نے سید عبدالسلام صاحب مرحوم کی تدبیر اور طریقہ کو اپنایا۔ سید عبدالتواب صاحب مینس کے بڑے کنٹراکٹر بن گئے۔ انہوں نے اپنے والدہ زینت بی کے نام سے اپنی کمپنی کا نام رکھا' یہ زینت ٹرانسپورٹ کمپنی مین اونر کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ نے شہر میں عمر رسیدہ عورتوں کے لیے کھانے کا انتظام' عورتوں اور لڑکیوں کے کپڑے سلائی کی اسکول کا انتظام کیا۔ کئی مساجد ومدارس تعمیر کیا' بیت المال کو کافی مالی تعاون کیا الحمدللہ یہ کام ابھی بھی جاری ہے۔ ان کے ایک لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ خاندان کے جملہ افراد کے حسنات کو قبول فرمائے' سلف صالحین کے منہج پر قائم ودائم رکھے' مرحومین کو غریق رحمت فرمائے۔ آمین۔

والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

سید عبدالمجیب بن سید عبدالحفیظ رحمہ اللہ　　امیر جماعت اہل حدیث، ضلع بلہاری

E-mail: mujibsa@gmail.com　　تاریخ: 28رجون 2013 بمطابق ۱۸رشعبان ۱۴۳۴ھ

اسلام اللہ رب العزت کا نازل کردہ دین ہے۔ دین اسلام مکمل اور نقص سے پاک ہے۔ اس میں کمی یا بیشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن مقدس اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی دین اسلام کے دو مستند و معتبر سرچشمے تسلیم کئے گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو اس بات کی سخت تاکید کی ہے کہ ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہیں۔ اگر کوئی بات ان سے اختلاف کرنے والی ہے تو اس سے الگ رہیں تاکہ وہ گمراہی سے محفوظ رہ سکیں۔

اسلام کے آغاز سے لے کر آج تک ایک گروہ یا جماعت ہمیشہ ایسی موجود ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر باقاعدہ عمل پیرا رہی ہے۔ یہ جماعت دنیا کے مختلف علاقوں میں مختلف ناموں سے یاد کی جاتی ہے۔ ہندوستان میں اسے اہل حدیث (وہابی) کہا جاتا ہے۔ اس جماعت کے افراد زندگی کے ہر شعبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر بغیر چوں و چرا کے عمل کرتے ہیں۔ نماز جو اسلام کا اہم ترین ستون ہے، اس میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرتے ہیں۔ ''مسجد'' مسلمانوں کی نہ صرف عبادت گاہ ہے بلکہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے حصول علم کا ایک اہم مرکز بھی ہے۔ بدقسمتی سے اکثر مساجد میں اہل حدیثوں سے ان کا حقِ اتباعِ سنت چھین لیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے کچھ فرقے جو اسلامی تعلیمات سے نابلد ہیں، ان اہل حدیثوں کو ''بے دین'' یا ''غیر مقلد'' قرار دے کر انہیں بدنام کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتوں یا سرکاری اداروں پر دباؤ ڈال کر ان کی مدد سے اہل حدیثوں کو ہراساں کیا جاتا ہے۔ ان کی مساجد کی تعمیر میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں اور ان کی تبلیغ میں روڑے اٹکائے جاتے ہیں۔ ایسی حق تلفی کا میں خود عینی شاہد ہوں۔

2002ء میں جب اپنی تجارت کے سلسلہ میں گدگ گیا ہوا تھا تو وہاں مختصر قیام کے دوران مجھے اطلاع ملی کہ مقلدین نے اہل حدیثوں کو نہ صرف مارا پیٹا بلکہ پولس تھانے میں ان کے خلاف شکایت بھی درج کی تھی۔ میں جلدی سے پولس تھانے پہنچا تو معلوم ہوا کہ چند مٹھی بھر اہل حدیثوں کو ان کے مخالفوں نے گھیر لیا تھا۔ ان پر جھوٹا الزام لگایا گیا تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کرتے۔ وہ ائمہ کرام کی توہین کرتے ہیں اور اپنی شرارتوں سے شہر میں بدامنی پھیلاتے ہیں۔ مخالفوں کا یہ ہجوم پولس سے اصرار کرنے لگا تھا کہ اہل حدیثوں کی عارضی مسجد پر تالا لگا دیا جائے۔ اس ہجوم کے ساتھ پولس مسجد تک پہنچ گئی۔ یہ ہجوم پولس کو اس بات پر ورغلاتا رہا کہ قرآن مجید (مترجم) صحاح ستہ (حدیث کے چھ معتبر کتابوں کے ترجمے) اور دیگر اسلامی کتابیں ضبط کر لی جائیں۔ پولس ان کی باتوں کو صحیح جان کر ایسا کرنے ہی والی تھی کہ پولس کو اس حقیقت سے آگاہ کیا گیا کہ یہ ساری مقدس کتابیں صرف اہل حدیثوں ہی کی نہیں بلکہ سارے ہی مسلمانوں کی ہیں۔ لہٰذا ان کتابوں کا احترام کیا جائے۔ انہیں ضبط نہ کیا جائے۔ کسی طرح پولس کو آمادہ کر لیا گیا کہ وہ کتابوں کو ضبط نہ کرے۔ لیکن بدقسمتی سے مسجد پر تالا لگا دی گئی۔ اس قسم کے واقعات شاہ پور، یادگیر کے علاوہ کرناٹک، آندھرا اور ملک کی دوسری ریاستوں میں بھی پیش آئے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے مختصر مدت میں ایسا ہوا کہ جماعت اہل حدیث مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی اور آخر کار مساجد اہل حدیث تعمیر ہونے لگیں۔

ہمارے ملک میں ایسے واقعات بہ کثرت پیش آنے لگے ہیں جن کا واحد مقصد یہ ہے کہ جماعت اہل حدیث کی ترقی میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں۔ گذشتہ چند عشروں میں ادھونی (آندھرا پردیش) کے حنفی مسلمانوں نے اہل حدیثوں کے خلاف ایک مقدمہ دائر کر دیا تھا۔ یہ مقدمہ بلہاری کی ضلعی عدالت میں لڑا گیا۔ میرے دادا عبدالسلام مرحوم نے، جو اِن دنوں مسجد اہل حدیث قول بازار بلہاری کے صدر اور ہڈیوں کے

کارخانہ کے مالک تھے ادھونی کے شیر خاں احمد حسین صاحب کے علاوہ دونوں شہروں، ادھونی اور بلہاری کے اہل حدیث ممبران کے ساتھ مل کر سارے اہل حدیثوں کی جانب سے اس مقدمہ کی پیروی کی ذمہ داری لی۔

فاضل جج نے مستند حوالوں اور ثبوتوں کی بنیاد پر جماعت اہل حدیث کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس فیصلہ کی نقل ماضی قریب تک دستیاب نہیں ہوسکی تھی۔ لہٰذا آج اس کی اشاعت اپنی اصلی حالت میں کرائی جارہی ہے تاکہ یہ فیصلہ تمام مسلمانوں کی آنکھیں کھول سکے اور اہل حدیث جماعت کی حقانیت پر لوگ اعتماد کرسکیں۔ خصوصاً ان مقامات پر جہاں اس قسم کے مقدمات لڑے جارہے ہیں تاکہ اس فیصلہ کو عدالتوں میں اپنے دفاع کے لیے ایک مستند حوالہ کے طور پر پیش کیا جاسکے۔

مقدمہ کی تلخیص: ادھونی کے احناف نے اہل حدیثوں کے خلاف ان بڑے مسائل پر مقدمہ دائر کیا۔

۱۔ نزاعی مسجد میں اہل حدیث نماز نہ پڑھیں اور یہ مسجد صرف احناف کے لیے مخصوص ہو۔

۲۔ وہ اونچی آواز میں ''آمین'' نہ کہیں۔ سینہ پر ہاتھ نہ باندھیں۔ رفع الیدین نہ کریں۔ نماز میں قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا لگا کر نہ کھڑے ہوں۔

۳۔ اہل حدیثوں سے بطور ہرجانہ 500/- روپیہ ادا کرنے کا حکم نامہ جاری کیا جائے۔

بڑی مشقتوں کے بعد علماء کی مدد سے مثلاً مولانا عبدالغنی پنجابی مرحوم، یہ مقدمہ لڑا گیا۔ جہاں صحیح احادیث کو جمع کرکے ان کا ترجمہ انگریزی اور اردو میں کرنے کے بعد بطور ثبوت پیش کیا گیا۔ یہاں تک کہ جج کے سامنے نماز پڑھ کر دکھایا گیا۔ دلائل کی بنیاد پر مذکورہ مسائل میں سے ہر مسئلہ پر مستقل بحث کی گئی اور الحمدللہ فاضل جج نے مسئلہ نمبر (۱) اور مسئلہ نمبر (۲) سے متعلق جماعت اہل حدیث کے حق میں فیصلہ دیا۔ البتہ مسئلہ (۳) میں فیصلہ یہ ہوا کہ حنفی جماعت کو ہرجانہ ادا نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ الٹا وہی لوگ اہل حدیثوں کو دوتہائی رقم ادا کریں۔ اس فیصلہ سے متعلق مرحوم عبدالسلام صاحب نے یہ کہہ کر رقم قبول کرنے سے انکار کردیا کہ ان کی لڑائی صرف اسلام کی سچی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے نہ کہ پیسوں کی خاطر۔

یہ فیصلہ واقعی پڑھنے کے قابل ہے میں نے بطور تمہید دو چار نکات اس عرض ناشر میں درج کئے ہیں۔ 1925ء کے حالات کے پیش نظر مرحوم عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ نے ایک مستقل عیدگاہ کی اشد ضرورت محسوس کی تھی اور انہوں نے عیدگاہ بنا کر جماعت اہل حدیث بلہاری کے سپرد کیا تاکہ وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عید کی نماز ادا کرسکیں۔ انہوں نے عورتوں کے لیے بھی ایک مستقل احاطہ کا انتظام کیا جہاں خطیب کی آواز با آسانی سنائی دیتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ وضوخانہ کا بھی انتظام کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔

میں مولانا عبدالباسط صاحب ریاضی (سابق امیر جماعت اہل حدیث، آندھرا پردیش) مولانا عبدالوہاب جامعی (سابق سکریٹری جمعیت اہل حدیث کرناٹک وگوا) مولانا حافظ نور احمد جامعی (امام وخطیب جامع مسجد اہل حدیث قول بازار بلہاری) جناب شیر خاں، اسحاق خاں صاحب اور جناب شیر خاں عبیداللہ صاحب ادھونی (جو بالترتیب شیر خاں احمد حسین کے بیٹے اور پوتے ہیں)، جناب عبدالباری ابن مولانا عبدالغنی سیفی عمری حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کتابچہ کی اشاعت کے سلسلہ میں گرانقدر مشوروں سے نوازا۔ اگر ضرورت پڑی تو اس فیصلہ کا دیگر زبانوں میں بھی ترجمہ کرایا جائے گا تاکہ اس سے ملت کو فائدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس اشاعت کو قبول فرمائے اور ساری امت کے لیے اسے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

اصل مقدمہ نمبر 20/1924 (بلاری کی عدالت میں انگریزی سے ترجمہ: از ڈاکٹر نور محمد عمری)

بلہاری کے ذیلی جج کی عدالت میں

حاضر: یم۔اے۔ٹی بھوجنگا راؤ، پنٹلو گارو، یم۔اے۔بی ٔیل

ذیلی جج

بروز منگل 25/اگست 1925ء

(اصل مقدمہ نمبر 33 / 23۔ ضلعی عدالت بلہاری کی فائل)

مدعی: (Plaintiff) کرنول عبدالرحیم صاحب، منتظم ٹرسٹی، جمعہ مسجد ادھونی

ادھونی کے حنفی مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے۔

مدعا علیہ: (Defindants) ا۔ شیر خاں احمد حسین صاحب ۲۔ آلور عبدالرزاق صاحب

۳۔ روشن عبیداللہ صاحب عرف مستان صاحب ۴۔ پانسی خواجہ حسین صاحب

ادھونی کے وہابی مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والے

یہ مقدمہ آخری سماعت کے لیے 15/اگست 1925 کو مدعی کے وکیل **مسٹر بی بھیما راؤ** کی موجودگی میں اور وکلاء **سی بالا جی راؤ اور ٹی راگھویندرا** کے علاوہ **ڈی وینو گوپال چاری** جو پہلے مدعا علیہ کے وکیل ہیں اور **مسٹر سی بالا جی راؤ** جو چاروں مدعا علیہ کے وکیل ہیں، جو آج تک لحاظ کے ساتھ موجود رہے، عدالت نے یہ فیصلہ سنایا۔

فیصلہ (JUDGMENT)

(1) مدعی ادھونی کا ایک حنفی مسلمان ہے اور ادھونی کی جمعہ مسجد کے انتظامیہ کا ٹرسٹی ہے: اس نے ادھونی کے تمام حنفی مسلمانوں کی جانب سے ایک مقدمہ دائر کیا ہے۔ مدعا علیہم کا تعلق مسلمانوں کے مسلک اہل حدیث سے ہے۔ جنہیں عرف عام میں وہابی کہا جاتا ہے۔ اگر چہ وہابی کہلانا انہیں ناپسند ہے۔ مدعا علیہم نمبر 1 سے 4 تک نے ادھونی کے اہل حدیث مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے استدعا کی ہے۔ مقدمہ کی نوعیت یہ ہے کہ ادھونی کے حنفی مسلمانوں کو ادھونی کی جمعہ مسجد میں عبادت کرنے کا ایسا حق دیا جائے جو اہل حدیثوں کی دخل اندازی اور خلل اندازی سے پاک ہو۔ ایک مستقل حکم نامہ جاری کیا جائے ،جس کے ذریعے اہل حدیث وہابیوں کو حنفی مسلمانوں کی عبادت میں مختلف طریقوں سے مخل ہونے سے روکا جائے۔

(2) مدعی کا بیان کردہ واقعہ یوں ہے: اصلی مقدمہ نمبر 1920 / 43 بلہاری کی ذیلی عدالت میں: جمعہ مسجد ادھونی کے انتظامیہ کے لیے ایک لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ پانچ ٹرسٹیوں کا تقرر ہوا۔ ان میں سے ایک ٹرسٹی کو ''منتظم ٹرسٹی'' منتخب کیا گیا۔ دفتر ''منتظم ٹرسٹی'' پر سب سے پہلے کرنول خواجہ حسین صاحب کا تقرر ہوا۔ ان کی وفات کے بعد موجودہ مدعی کو ذیلی عدالت کی طرف سے ''منتظم ٹرسٹی'' کی ذمہ داری دی گئی۔ مسجد سے متعلق مقدمہ بازی کے دوران مدعی کے خاندان اور ادھونی کے صاحبِ ثروت اور اثر ورسوخ والے روشن خاندان کے درمیان نا اتفاقی شروع ہوگئی۔ تیسرا مدعا علیہ روشن خاندان کا ایک رکن ہے۔ پہلا مدعا علیہ بھی اسی خاندان سے سسرالی رشتہ رکھتا ہے یعنی روشن Pedda Aminulla پیدّا امین اللہ کا نسبتی برادر ہے جو انتقال کر چکے ہیں۔ روشن خاندان کے لوگوں نے اہل حدیثوں یعنی وہابیوں کو ماہ رمضان 1923 میں نماز کے لیے جمعہ مسجد کو بھیجنے کے لیے تیار کیا۔ قریب 20 یا 25 سال سے اہل حدیث (وہابی) فرقہ اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے نہیں گئے

تھے۔ 27/اپریل 1923 سے اہل حدیثوں (وہابیوں) نے جمعہ مسجد میں آ کر مندرجہ ذیل امور انجام دینا شروع کیا۔

(1) وہ بلند آواز سے چلّانے لگے اور تیز آواز کے ذریعے بری نیت سے ''آمین'' کہنے لگے۔ ان کا مقصد یہی تھا کہ احناف کی نمازوں میں خلل اندازی کے ذریعے خلط ملط کر دیں۔ احناف یہی لفظ دھیرے سے بولتے ہیں اس طرح کہ اپنے علاوہ کوئی اور سن نہ سکے۔

(2) اہل حدیثوں (وہابیوں) نے ''**ربنالک الحمد حمداکثیرا طیّباً مبارکاً فیه**'' کے الفاظ بھی تین بار بلند آواز سے کہنا شروع کر دیا، ہر مرتبہ اس کے لیے ایک یا دو منٹ کا وقت لگتا تھا۔ جبکہ احناف صرف **ربنالک الحمد** ہی کے الفاظ بولتے ہیں اور وہ بھی دھیمی آواز سے۔

(3) اہل حدیثوں (وہابیوں) نے اپنے مذہبی رواج کے مطابق احناف کے قدموں سے قدم ملانا شروع کر دیا۔ اس عمل میں انہوں نے اپنے قدموں کو حنفیوں کے قدموں کے اوپر رکھنا شروع کیا جو ان کے قریب ہوتے تھے۔ اتنا ہی نہیں انہوں نے اپنے قدموں سے ان کے پیروں کو مارنا کچلنا شروع کر دیا تا کہ ان کی نمازوں میں خلل ڈالیں۔ احناف تو اپنی نمازوں میں ایک دوسرے سے دوری بنا کر کھڑے ہوتے ہیں۔

(4) اہل حدیث (وہابی) اپنے دونوں ہاتھوں کو موڑ کر سینے پر باندھتے ہیں اور انہیں اپنے کانوں تک اٹھاتے ہیں۔ اس طرح کرتے ہوئے وہ اپنے بازو کھڑے ہوئے حنفیوں کو اپنے بازوؤں اور کہنیوں سے مارتے ہیں۔ جبکہ احناف ایسا کام نہیں کرتے۔

(3) حنفی مسلمانوں کی جانب سے مدعی (Plaintiff) نے حسبِ ذیل سہولیات کی مانگ کی ہے:

(a) کہ ادھونی کے حنفی مسلمانوں کے حق میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ ادھونی کی جمعہ مسجد میں عبادت کرنے کا حق صرف انہیں کا ہے اور یہ مسجد ان اہل حدیثوں (وہابیوں یعنی مدعا علیہم) کی خلل اندازیوں اور دخل اندازیوں سے پاک رہے۔

(b) ادھونی کے مدعا علیہم اہل حدیثوں (وہابیوں) کے خلاف ایک مستقل حکم نامہ جاری کر دیا جائے اور ان پر پابندی عائد کی جائے۔

(i) بلند آواز سے ''آمین'' کہنے پر پابندی لگا دی جائے کیونکہ اس سے اہل حدیثوں کی بدنیتی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ حنفیوں کی نمازوں میں خلل ڈالنا چاہتے ہیں۔

(ii) **ربناولک الحمد** کا جملہ بلند آواز سے کہنے پر نیز اس جملہ کے ساتھ بلند آواز سے **حمداًکثیراًطیباًمبارکاًفیه** کہنے پر۔

(iii) ان کے قدموں کو احناف کے قدموں سے ملانے پر یا ان کے قدموں سے احناف کے قدموں کو کچلنے پر۔

(iv) نماز کے دوران ان کے ہاتھوں سے اور کہنیوں سے احناف کو مارنے پر۔

(C) اور یہ کہ مدعی کے حق میں اور مدعا علیہم کے خلاف 500/- روپیہ ہرجانہ عائد کیا جائے کیونکہ انہوں نے احناف کی نمازوں میں ناجائز طور پر دخل اندازی کی ہے۔

(4) مدعا علیہم کا کہنا ہے کہ: اہل حدیث جماعت کے افراد مذکورہ مسجد میں عرصۂ دراز سے باقاعدہ جا رہے ہیں اور اپنے عقیدہ اور مسلک کے لحاظ سے نمازیں ادا کرتے آ رہے ہیں۔ انہوں نے اس بات کا انکار کیا کہ روشن فیملی نے 27 اپریل 1923ء کو اہل حدیثوں کو مسجد مذکور میں نماز ادا کرنے کے لیے تیار کیا تھا تا کہ حنفیوں کی نمازوں کو خلط ملط کر کے ان میں خلل اندازی کی جائے۔

اہل حدیثوں نے کہا ہے کہ وہ مسجد مذکور میں قدیم زمانہ سے نمازیں ادا کرتے آ رہے ہیں اور یہ کہ وہ بلند آواز سے ''آمین'' بھی کہتے آئے ہیں لیکن اتنی بھی تیز آواز سے نہیں کہ اس سے ان کی بدنیتی ظاہر ہو۔ بلکہ وہ مسلسل ایسی ہی آواز سے آمین کہتے آئے ہیں جس طرح کہ ان کے اصول میں بتایا گیا ہے۔ اسی طرح ''**ربّنا ولک الحمداًکثیراًطیباًمبارکاًفیه**'' بھی نہ بدنیتی سے پڑھا جاتا ہے نہ غلط ارادوں سے۔ اور یہ کہ انہوں نے حنفیوں کے پاؤں کو اپنے پاؤں سے کبھی نہیں روندا۔ ہاں البتہ ان کے اصول کے مطابق وہ لوگ اپنے قدموں کو بازو کھڑے

ہوئے احناف کے قدموں سے صرف ملاتے ہیں تاکہ نماز کے لیے صف سیدھی کی جاسکے اور مسلسل خوب مل کر کھڑا ہونے سے مضبوط صف بن سکے۔ اور یہ بھی کہ وہ اپنے طریقہ کے مطابق اپنے بازو اور اپنی کہنیاں وہیں رکھتے ہیں چاہے اپنے بازو کسی بھی مسلک کا آدمی کھڑا رہے۔ بس وہ تو خلوص کے ساتھ نیک نیتی سے اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے ان حقوق کا استعمال کرتے ہیں جن کا احادیث میں حکم دیا گیا ہے' اور یہ بھی کہ حنفیوں کو کسی بھی قسم کا زخم یا نقصان نہیں کیا گیا ہے۔ اور یہ کہ ایک عوامی مسجد میں اہل حدیثوں کو ان کے حق سے روکنے کا اختیار مدعی کو نہیں ہے۔ اس لیے اس نے ایک مقدمہ بدنیتی اور زیادتی کا گھڑلیا اور نماز میں خلل ڈالنے کا ڈھونگ رچایا۔

(6) ضلعی عدالت میں حسب ذیل امور کی تشکیل دینے کے بعد مقدمہ کو اس ذیلی عدالت میں منتقل کیا گیا ہے: (7 مسئلے)

① کیا 27/اپریل 1923 سے پہلے وہابی لوگ کبھی بھی مسجد میں نہیں گئے تھے؟ یا پہلے سے مسجد میں حاضر ہوتے تھے ؟ یا اگر پہلے سے جاتے تھے تو کیا وہ لوگ حنفی طریقہ سے عبادت کرتے تھے ؟

② استغاثہ کے اقتباس نمبر 6 مدعی نے جن باتوں کا ذکر کیا ہے، کیا وہابیوں نے واقعی ناجائز اور غلط طریقہ سے ان امور کو انجام دیا ہے ؟ کیا انہوں نے حنفی لوگوں کی نمازوں میں خلل ڈالا ہے؟ یا احناف جب نماز میں مصروف ہوں تو واقعی وہابیوں نے انہیں تکلیف پہنچائی ہے؟ اگر واقعی ایسا ہے تو مدعی کو مقدمہ میں قانونی کارروائی کرنے کا سبب فراہم ہو۔

③ اگر مدعی اس مقدمہ میں کامیاب ہو جاتا ہے تو کیا وہ ہرجانہ کا مستحق بن سکتا ہے؟ اگر ہاں، تو ہرجانہ کی رقم کیا ہوگی؟

④ کیا مسجد مذکور کے ٹرسٹی کو یہ اختیار ہے کہ وہ نماز کو باقاعدہ ٹھیک کرسکیں؟

⑤ مدعی کس قدر راحت کا مستحق ہے؟

⑥ (a) سماعت کے دوران مدعی کے وکیل نے چند نکات اٹھائے ہیں جن کا اس نے خصوصی طور پر فریاد (استغاثہ) میں اظہار نہیں کیا تھا۔ چونکہ دونوں فریقوں نے گواہی کے وقت ان نکات کو چھیڑا نہیں تھا لہٰذا میں نے اضافی طور پر ان امور کو تشکیل دیئے ہیں۔

⑥ کیا مسجد مذکور خصوصاً حنفیوں کے لیے وقف کی گئی ہے؟

⑦ کیا وہابیوں کا طریقۂ عبادت نامعقول وغیر مناسب ہے؟ یا مذہبی احکامات کے صریح مخالف ہے۔

(7) مسئلہ ⑥ : قانونِ محمدی کی روشنی میں دیکھا جائے تو مسجد اللہ کی ملکیت ہے۔ ہاں اگر کوئی دلیل نہ ہو جو اس بات پر دلالت کرے کہ کوئی مسجد مسلمانوں کے کسی ایک فرقہ کے لیے مخصوص کردی گئی ہے، تو سارے ہی مسلمان وہاں نماز یا جماعت ادا کرسکتے ہیں چاہے ان کا تعلق کسی بھی جماعت سے کیوں نہ ہو۔ اس بات کا فیصلہ بے شمار فیصلہ شدہ مقدموں میں واضح طور پر کردیا گیا ہے۔ ملاحظہ کریں

7/الہ آباد 178 صفحہ نمبر 182 اور 183، نیز 7 الہ آباد 461 صفحہ 473 اور 474 12 الہ آباد 494 صفحہ 501، 13 الہ آباد 419 صفحہ 429 اور 430، 35 کلکتہ صفحہ 294، 35 مدراس صفحہ 681، 2 پٹنہ قانونی رسالہ صفحہ 108، 28 ہندوستانی مقدمات صفحہ 934 اور کلکتہ ہفتہ وار نوٹس صفحہ 76 صفحہ 79۔

(8) اس مسئلہ میں اختلاف آراء دیکھا گیا ہے: کہ اسلامی قانون کے اعتبار سے کیا کوئی مسجد کسی ایک طبقہ کے لیے مختص کی جاسکتی ہے؟ ولسن کی مشہور کتاب ''فتاویٰ عالمگیر'' اس قسم کے اختصاص کی مخالف ہے۔ (ملاحظہ ہوں۔ طیب جی کی ''محمڈن لا'' دوسرا ایڈیشن صفحہ 640) **سر رولینڈ ولسن کی کتاب 'محمڈن لا' کے مطابق شافعی مسلک میں کوئی مسجد کسی ایک طبقہ کے لیے مخصوص کی جاسکتی ہے۔** لیکن طیب جی کی کتاب کے حاشیہ صفحہ نمبر 640 پر یہ واضح طور پر موجود ہے کہ ان کو تلاش بسیار کے باوجود اس بات کا سراغ نہیں ملا۔ نہ اصل عربی متن میں، نہ مسٹر ہوَ وارڈ کے انگریزی ترجمہ میں، نہ وان ڈن برگ کی فرنچ کتاب ''شافعی اسکول آف محمڈن لا'' میں، اس طرح تخصیص کی بات شکوک وشبہات

سے پاک نہیں ہے۔

اس عام حقیقت میں بھی کسی قسم کا شک نہیں ہے کہ کوئی مسجد کسی ایک طبقہ کے حق میں ریز رو (مختص) نہیں کی گئی ہے تو سارے ہی مسلمان بلا امتیاز فرقہ و مسلک اس مسجد میں جا سکتے ہیں۔ اور اپنے طریقہ کے مطابق نماز ادا کر سکتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو:35، کلکتہ، صفحہ 294)

(9) جب قانون ایسا ہو تو اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ موجودہ مقدمہ میں کیا احناف نے کوئی دلیل پیش کی ہے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ مذکورہ مسجد جو جمعہ مسجد کہلاتی ہے، کیا احناف کے لیے مخصوص ہے۔

ضلعی گیزیٹر صفحہ 196 اور صفحہ 200 کے مطابق اس مسجد کی تعمیر ملکِ حبش کے ایک جنرل ’سدی مسعود خاں‘‘ نے تقریباً 1667 عیسوی میں تعمیر کی تھی۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ مسعود خاں سنی تھا یا شیعہ۔ لیکن P.W.I کے مطابق مسجد کی دیواروں پر خلفاء راشدین کے نام درج ہیں۔ **حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمان اور حضرت علی** رضی اللہ عنہم۔ شیعہ تو پہلے تین خلفاء کے حق میں نفرت رکھتے ہیں یعنی **حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان** رضی اللہ عنہم۔ (ملاحظہ ہو صفحہ 333، 12 بمبئی ہائی کورٹ رپورٹس)

لہٰذا مسعود خان کے بارے میں یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ سنّی رہا ہوگا۔ لیکن اس کے بارے میں مزید کوئی بات واضح نہیں ہے۔ لیکن سنّیوں میں چار معروف طبقات ہیں یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی۔ ایسی کوئی دلیل نہیں ہے کہ مسجد مذکور ان چاروں میں سے کسی ایک فرقے کے لیے مختص کی گئی ہے یا اس بنا پر وہ بلا شرکت غیرے سنّیوں کے لیے مختص ہو۔ میں یہاں یہ بات بتا تا چلوں کہ فریاد میں یہ بات کہیں مذکور نہیں ہے کہ یہ مسجد حنفیوں کے لیے ریز رو تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس عمارت کا نام ’’جمعہ مسجد‘‘ رکھا گیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ عمارت عوام کے لیے ہے اور یہ عام مسجد ہے۔ ملاحظہ ہو گنگا پتی ائیر کی ’’Religious Endowmen‘‘ دوسرا ایڈیشن صفحہ 403 (Wilson's Glossary) کے صفحہ 230 میں جامع مسجد کا مطلب یہ ہے کہ وہ شہر کا ایک مرکزی مقام یا مسلمانوں کی عام عبادت گاہ ہے۔)

(10) لہٰذا میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ مذکور مسجد عوامی مسجد ہے: سارے مسلمانوں کا اس میں یکساں حق ہے۔ وہ صرف حنفی (طبقہ) کے لیے مخصوص نہیں ہے۔

(11) **مسئلہ ①**: مدعا علیہم (یعنی اہل حدیثوں) کا بیان ہے کہ وہ با قاعدہ اس مسجد میں زمانہ قدیم ہی سے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف احناف کہتے ہیں کہ اپریل 1923ء سے پہلے وہابیوں نے کبھی اس مسجد میں حاضری نہیں دی۔ لیکن احناف نے خود اعتراف کیا ہے کہ 1898ء میں ایک اہل حدیث جس کا نام ’’پان والا خواجہ حسین صاحب‘‘ تھا مسجد میں آیا اور مسلک اہل حدیث کے مطابق نماز ادا کیا۔ غرض پان والا خواجہ حسین صاحب کے خلاف حنفیوں نے ایک شکایت درج کرائی تھی کہ اس نے مذکورہ مسجد میں حنفیوں کی نمازوں میں خلل پیدا کیا تھا۔ لیکن سب مجسٹریٹ نے مختلف قوانین کا لحاظ کرتے ہوئے مثلاً 13، الہ آباد 419، ملزم کو الزام سے بری کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ 1920ء میں ایک مقدمہ محض اس مسجد کی منصوبہ بندی کی تشکیل کے لیے دائر کیا گیا۔ جس میں احناف نے منصوبہ سازی کی خواہش کی تھی، انہوں نے عمر صاحب (D.W.6) کا بغور مشاہدہ کیا تھا کہ وہ اہل حدیث تھے اور ایسے آدمی تھے جو روزانہ پابندی سے نماز ادا کرنے کے لیے مسجد جایا کرتے تھے۔ اس کا اعتراف P.W.3 نے بھی کیا ہے۔ مزید دو حنفی DWS4 اور DWS 5) کا بھی مدعا علیہم نے بغور مشاہدہ کیا ہے جنہوں نے صاف کہا تھا کہ اہل حدیث با قاعدہ مسجد کو جاتے تھے اور اپنے مسلک کے مطابق نمازیں ادا کرتے تھے۔ DW1 مسٹر جیلانی جو دہلی اسمبلی کے MLA ہیں اور وہ اہل حدیث ہیں۔ انہوں نے بھی یہ بیان دیا ہے کہ انہوں نے بھی اس مسجد میں حاضری دی ہے اور مسلک اہل حدیث کے مطابق نماز ادا کی ہے۔ DW2 کڈپہ کے رہنے والے ایک اہل حدیث ہیں۔ انہوں نے بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس مسجد میں انہوں نے اپنے مسلک کے مطابق نماز ادا کی ہے۔ PW1 نے بھی جو مسجد کمیٹی کے صدر ہیں اعتراف کیا ہے کہ پان والا خواجہ حسین کے خلاف کیا گیا مقدمہ جب

خارج کر دیا گیا' تب سے اہل حدیث باقاعدہ مسجد میں آتے اور نماز ادا کرتے رہے' لیکن اس کا کہنا یہ ہے کہ اہل حدیثوں نے حنفی مسلک کے مطابق نماز ادا کی۔ لیکن جب پان والا خواجہ حسین صاحب پر دائر کیا گیا مجرمانہ مقدمہ جب خارج کر دیا گیا تو اہل حدیثوں کو پختہ یقین ہو چکا ہوگا کہ انہیں مسجد میں جانے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اور اس طرح اپنے طریقہ سے نماز ادا کرنے سے بھی کسی کو روکنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

میں مدعی کی اس گواہی کو ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں کہ اہل حدیثوں نے کبھی اس مسجد میں حاضری نہیں دی۔ اور یہ بھی تسلیم نہیں کرتا کہ مسجد میں آنے کے بعد اہل حدیثوں نے حنفی طریقہ سے نماز پڑھی ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ 1923ء تک حالات سے خوفزدہ ہو کر چند اہل حدیث افراد اس مسجد میں جاتے رہے ہوں گے اور یہ کہ جب 1923ء میں خود حنفیوں میں آپسی اختلافات شروع ہو گئے تو اہل حدیثوں نے ہمت سے بڑی تعداد میں مسجد جانا شروع کر دیا ہو۔ پھر بھی یہ نا قابل یقین ہے کہ اہل حدیثوں نے مسجد میں حاضری نہیں دی۔ یا اگر مسجد گئے بھی ہیں تو انہوں نے حنفی طریقہ سے نماز ادا کی ہو۔

(12) : 1898ء میں پان والا خواجہ حسین صاحب کے خلاف مجرمانہ مقدمہ کے چند دن بعد یہی خواجہ حسین صاحب نے قاضی اور دوسرے چند لوگوں کے خلاف ہتک عزت (Defamation) مقدمہ دائر کر دیا۔ اور ضلعی مجسٹریٹ نے ان لوگوں پر جرمانہ عائد کیا۔ پھر اپیل پر اس کیس کو خارج کر دیا گیا۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مدعی نے اپیل میں ہتک عزت جیسی یقینی بات کو دبا دیا اور جرمانہ بھی داخل کر دیا۔ عدالت کے فیصلہ کی کوئی نقل مدعی نے جمع نہیں کی ہے۔ بلکہ یہاں تک گستاخی کہ جب جرمانہ بھی بھر دیا گیا ہے تو میں یہ نہیں مانتا کہ جرمانہ بھرنے کے باوجود انہوں نے اہل حدیثوں کو مسجد میں جانے سے روکا ہو۔ جب پان والا خواجہ حسین صاحب کے خلاف مجرمانہ مقدمہ میں بھی سب مجسٹریٹ نے اس بات کا صاف اعلان کر دیا تھا کہ اہل حدیث کو مسجد میں عبادت کرنے کا مکمل حق ہے اور انہوں نے ملزم کو بری کر دیا تھا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اہل حدیثوں نے 27/اپریل 1923ء سے پہلے بھی اس مسجد میں داخل ہو کر اپنے طریقہ کے مطابق نمازیں ادا کی ہیں'

(13) مسئلہ (7) : لفظ ''سنی'' کا مطلب وہ آدمی ہے جس کا عمل سنت کے موافق ہے یا نبی ﷺ کے عمل کے مطابق ہے۔ سنّیوں میں چار مختلف اماموں نے الگ الگ مسلک بنا لیے ہیں۔ اہل حدیث کسی طرح چاروں اماموں کے تشریح کردہ احکام پر عمل پیرائی کو لازم نہیں گردانتے۔ اس لیے سنیوں کے مشہور چار مسالک میں کسی سے بھی وابستگی نہیں رکھتے۔ وہ حدیث کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہیں۔ نبی ﷺ کی سنت کو نمونہ بنا کر آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہیں۔ اس طرح خود کو بڑے اور اصلی سنّی بتاتے ہیں۔ یعنی نبی ﷺ کی سنت کی اتباع کرنے والے یعنی چاروں اماموں کے متبعین سے زیادہ سنتوں پر عمل کرنے والے ہیں۔

(14) حنفی کہتے ہیں کہ اہل حدیث آزاد خیال (غیر مقلد) ہیں: یہ بھی کہتے ہیں کہ اہل حدیثوں کا طریقہ عبادت ہی نماز میں حنفیوں کے لیے خلل انداز ہے۔ لہٰذا میں مختصراً چند اہم اختلافی نکات بیان کرتا ہوں جو نماز میں ان دونوں فرقوں کے طریق عبادت میں پائے جاتے ہیں اور جو اس مقدمہ میں ثبوت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ نکات اس طرح ہیں

(i) قرآن کی پہلی سورت کے اختتام پر ایک آیت موجود ہے۔ مکمل سورۃ یہ ہے۔ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○) سورۂ فاتحہ کا ترجمہ:

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ بدلے کے دن کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔ ان کے راستے پر نہیں جن پر غضب اتارا گیا۔ اور نہ ان کا جو بھٹک گئے''۔

پیش امام (Leader in Prayers) کی اس سورت کے تلاوت کے بعد مقتدیوں کو چاہئے کہ ''آمین'' کہیں۔لفظ ''آمین'' کی ادائیگی حنفیوں کی اپنی کتابوں مثلاً ''ہدایہ'' اور ''درمختار'' کے مطابق دھیمی آواز سے کرتے ہیں۔جبکہ اہل حدیث جہری آواز سے کرتے ہیں۔اس کا استدلال ان کتابوں کے احکام سے کرتے ہیں جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے نام سے مشہور ہیں۔اس مسئلہ میں اہل حدیثوں کا عمل سنیوں کے شافعی مسلک کے مطابق ہے۔محمود جج 7الہ آباد 461 اور 13الہ آباد 419اور 12الہ آباد 494میں مکمل قانونی بحث ہو چکی ہے۔حنفی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ لفظ ''آمین'' کی جہری ادائیگی میں اہل حدیث ''غیر مقلد'' ہیں۔

اس بحث کا خاتمہ 18 کلکتہ 448 کی پریوی کونسل (برطانیہ) کے اس اعلان پر ہوا جہاں معزز ججوں نے صاف کہا کہ اہل حدیث سنّی ہیں اور لفظ ''آمین'' بلند آواز سے کہنے کا حق انہیں حاصل ہے۔

(ii) حنفیوں اور اہل حدیثوں میں دوسرا اختلاف اس طرح ہے: نماز کے بعض ارکان ادا کرتے وقت اہل حدیث ''رفع یدین'' کرتے ہیں یعنی اہل حدیث اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے ہیں (رکوع سے پہلے اور بعد) حنفی روزانہ کی نمازوں میں رفع یدین نہیں کرتے۔ صحیح بخاری صفحہ 102 اور صحیح مسلم صفحہ 168 سے استدلال کرتے ہوئے اہل حدیث ہر نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔اس بنیاد پر انہیں غیر مقلد نہیں کہا جا سکتا۔کیونکہ PWI نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ حنفی بھی عشاء کی نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔ بہر کیف 7الہ آباد، 13/الہ آباد اور 18 کلکتہ کے فیصلوں کا مطالعہ کیا گیا جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اہل حدیث اس مسجد میں بھی رفع یدین کر سکتے ہیں جہاں کی اکثریت حنفی مسلک سے تعلق رکھتی ہے۔

(iii) تیسری وجہ اختلاف حنفیوں اور اہل حدیثوں میں یہ ہے کہ حنفی نماز میں رکعت باندھتے وقت اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے ناف پر رکھتے ہیں، جبکہ اہل حدیث اپنے دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھتے ہیں۔ان کا دعویٰ ہے کہ ان کے اس عمل پر وہ سبل السلام نامی ایک روایتی تصنیف سے استدلال کرتے ہیں۔(سبل السلام جلد اول صفحہ 105۔(Exhibit XIII) جبکہ ایک صحابی (وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) نے کہا ہے کہ انہوں نے ایک بار نبی کے ساتھ نماز ادا کی۔تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینہ پر باندھا۔(ExhibitVII) عبادتوں سے متعلق ایک نصابی کتاب ہے جو پنجاب کے اسکولوں میں داخل نصاب ہے۔اس میں یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اہل حدیثوں کا عمل سینہ پر ہاتھ باندھنا ہے۔اگرچہ ان کا یہ عمل حنفیوں کے عمل کے خلاف ہے لیکن میں کسی بھی طرح انہیں غیر مقلد قرار نہیں دے سکتا نہ ہی ان کا یہ عمل مذہبی قانون کے خلاف ہے۔

(iv) ایک اور اختلافی مسئلہ اس طرح ہے: نماز کے ایک رکن کے بعد پیش امام ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتا ہے جس کا ترجمہ ہے: ''اللہ نے اس کی حمد و ثنا سن لی ہے۔''اس کے جواب میں جماعت (مقتدیوں) کو چاہئے کہ ''ربنا لک الحمد'' کہیں جس کا ترجمہ ہے ''اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریف ہے۔''

یہ الفاظ حنفی لوگ آہستہ سے بولتے ہیں جیسا کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے۔جس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔, Exhibit C (1) , F (1) (1) H اور (1) E میں۔اہل حدیث ان الفاظ کو بلند آواز سے پڑھتے ہیں اس طرح کہ سنائی دے سکیں۔ان کے اس عمل کا بھی انہی کی کتاب سے استدلال کرتے ہیں جن کا ترجمہ کیا گیا .Exhibits iv (A-1) ,iv (A-2) XI and XII.

سماعت کے دوران یہ بات قابل غور ہے کہ پہلی بار دھونی میں اہل حدیثوں نے ربنا لک الحمد کو جہری آواز سے کہنا شروع کیا ہے۔لیکن Exhibit VII(a) میں دراصل Exhibit VII کا ترجمہ ہے۔جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل حدیث اس زمانہ ہی سے ان الفاظ کو جہری طور پر ادا کرتے آ رہے ہیں جب سے اس مکتب فکر کی نصابی کتاب (Exhibit VII) کی اشاعت پنجاب میں ہوئی ہے۔**مولوی عبدالغنی**

پنجابی D.W.2 کے مطابق نصابی کتاب Exhibit VII کا وجود پنجاب میں ان کی جوانی کے عہد سے موجود ہے۔ **ان حالات میں میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ''ربناولک الحمد'' کا جہری آواز میں بولنا اسلامی قانون کے خلاف ہے۔**

(V) **اہل حدیث اور حنفیوں کی نماز کے طریقہ میں ایک اور اختلافی مسئلہ یہ ہے:** بجائے ''ربناولک الحمد'' کہنے کہ اہل حدیث لوگ ''حمداً کثیر أطیباً مبارکا فیہ'' کے الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے: ''رب کے لیے بہت زیادہ پاکیزہ اور مبارک حمد وثناء ہے۔'' حنفی لوگ یہ الفاظ نہیں بولتے۔ جب کہ اہل حدیث یہ الفاظ اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں جو مشکوۃ کے صفحہ نمبر 287 میں ہے (Exhibit G-1) اس سے متعلق واقعہ یوں ہے: ایک بار نماز کے دوران نبی کریم ﷺ نے جب رکوع سے فارغ ہوکر ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہا تو مقتدیوں میں سے کسی نے آپ کے پیچھے بلند آواز سے ''ربنا لك الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکا فیہ'' کہا۔ جب نماز ختم ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے مقتدیوں سے سوال کیا: کس نے یہ الفاظ پڑھے تھے ؟ سب خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: کس نے یہ الفاظ پڑھے تھے؟ کسی نے آگے بڑھ کر اعتراف نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے تیسری بار پوچھا اور یہ وضاحت بھی کردی کہ ان الفاظ میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ تب ایک صحابی آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ وہ دوڑتے ہوئے آئے تھے۔ سانس پھول رہی تھی اور یہ الفاظ انہوں نے ہی کہے تھے۔ تب بنی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یقینا میں نے دیکھا کہ بارہ فرشتے ایک دوسرے سے سبقت لے جارہے تھے ان الفاظ کو لکھنے کے لیے۔'' یہی واقعہ صحیح بخاری صفحہ 110 میں بھی موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو: Exhibit-IV A-1)

سارے مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی عمل کی تعریف اگر نبی ﷺ کرتے ہیں تو وہ عمل قابل تقلید ہوتا ہے۔ (اس عمل کو اپنانے کی اجازت دی گئی ہے۔) اس بنا پر اہل حدیث اپنی نماز میں رکوع کے بعد حمداً کثیر أطیباً مبارکا فیہ کے الفاظ کہتے ہیں۔ لیکن حنفیوں نے ایسا نہیں کیا۔ یہاں تک کہ خود حنفیوں کے نزدیک ان الفاظ کی ادائیگی میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ P.W.5 ایک حنفی ہیں اور بلہاری کی جمعہ مسجد کے متولی ہیں۔ وہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں حنفی بھی حمداً کثیراً طیباً مبارکا فیہ انفرادی نماز میں آہستہ سے کہتے ہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان الفاظ کی ادائیگی نئی ایجاد ہرگز نہیں ہے۔ ادھونی کے اہل حدیث اس بات کو پہلی بار نہیں پڑھ رہے ہیں۔ P.W.II نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ 1898ء میں بھی جب پان والا خواجہ حسین صاحب نے بھی اس مسجد میں حمداً کثیراً طیباً مبارکا فیہ کہا تھا۔

تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ حدیث میں اس کا ذکر کہیں نہیں ملتا کہ نبی ﷺ نے کبھی ان الفاظ کو لازمی طور پر پڑھنے کا حکم جاری کیا ہو۔ لیکن ان الفاظ کا پڑھنا اس نماز میں ثابت ہے جس کی امامت خود نبی کریم ﷺ نے کی ہے تو ان الفاظ کے پڑھنے کی مخالفت کرنا شریعت محمدی کے قانون کی خلاف ورزی ہے۔ اسے بدعت نہیں کہا جاسکتا۔ ایسا لگتا ہے کہ ان الفاظ کی ادائیگی کا اختیار اہل حدیثوں کو حاصل ہے کیونکہ ان کے مولوی (D.W.2) کا کہنا ہے وہ چند حالات میں ان الفاظ کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرسکتے ہیں۔ لیکن جب یہ سوال سامنے آئے کہ کیا ان الفاظ کی ادائیگی ''حمداً کثیراً طیباً مبارکا فیہ'' شریعت محمدی کے قانون کے خلاف ہے؟ **(تو میں یہی کہوں گا کہ یہ شریعت کے خلاف نہیں ہے۔)**

(VI) ان دو فریقوں کے مابین آخری مسئلہ نماز میں صف بنا کر کھڑے ہونے سے متعلق ہے۔ احناف چند کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں (Exhibits Q1)،(P1)،(M1) and J-1)۔ ایک آدمی کا قدم دوسرے آدمی کے قدم سے نہیں لگتا۔ اسی طرح ایک آدمی کا کندھا دوسرے کندھے سے نہیں لگتا۔ احناف کے مطابق دو آدمیوں کے قدموں کے درمیان کم از کم چار انگلیوں کا فاصلہ رکھنا ضروری ہے۔ ان کے مطابق صرف یہ دیکھا جائے گا کہ سارے نمازی ایک صف میں اس طرح کھڑے ہوں کہ سب کے قدم اور سب کے کندھے ایک قطار میں

رہیں۔لیکن اہل حدیث اپنی کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے (VIII-A and X-A,Exhibits IV A-2)ان کے طریقہ کار سے اختلاف کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مقتدی اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ ایک نمازی کا کندھا اپنے بازو کھڑے نمازی کے کندھے سے لگا رہتا تھا اور ایک نمازی کے قدم دوسرے نمازیوں کے قدم سے لگے رہتے تھے۔حقیقت یہ ہے کہ اہل حدیث چند علمی کتابوں سے استدلال کرتے ہیں جب کہ حنفی لوگوں کا استدلال محض اس بات سے ہے کہ سارے نمازیوں کے کندھے اور قدم ایک قطار میں رہیں نہ کہ حقیقت میں ایک دوسرے سے لگائے رکھیں۔یہاں میں پھر یہ نہیں کہہ سکتا کہ نماز میں اس طرح کھڑے ہونا جیسا کہ اہل حدیث کھڑے ہوتے ہیں وہ شریعت محمدی کے قانون کے خلاف ہے۔

(16) مدعی کے وکیل نے درخواست کی ہے کہ عدالت یہ فیصلہ سنائے: کہ اہل حدیثوں کا عمل شریعت محمدی کے قانون کے مخالف ہے اور یہ بھی سنائے کہ ان (احناف) کا عمل شریعت محمدی کی صحیح تعلیمات کی بنیاد پر ہے یعنی سنت کے مطابق ہے۔باالفاظ دگر مدعی کے وکیل نے عدالت سے درخواست کی ہے کہ کورٹ اس بات کا اعلان کردے کہ احناف کا عمل ہی صحیح ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا فیصلہ سول عدالت کے اختیار سے باہر ہے۔عدالت بس اس بات کا فیصلہ کرسکتی ہے کہ کیا اہل حدیثوں کے عمل اور ان کے طریقۂ کار میں کوئی ایسی چیز ہے جو غیر فطری ہے یا شریعت محمدی کے قانون سے ٹکرانے والی ہے یا کوئی نامعقول حرکت ہے؟ **ایک عدالت کسی بھی فریق کے کتابوں سے الگ الگ طریقہ سے استدلال کو ہرگز انکار نہیں کرسکتی۔اور نہ ہی مختلف فرقے بنانے سے کسی کو روک سکتی ہے۔**

(17) احناف کی طرف سے یہ اعتراض بھی کیا گیا تھا: کہ اہل حدیثوں کے بلند آواز سے ''آمین''، 'ربنا لک الحمد' یا حمداً کثیراً طیباً مبارکا فیہ کہنے سے حنفیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔لیکن مسٹر جیلانی (D.W.I) اور اہل حدیث مولوی عبدالغنی پنجابی (D.W.2) دونوں کا کہنا ہے کہ مسلک اہل حدیث میں ان الفاظ کو چیخ کر یا چلّا کر پڑھنے کا حکم نہیں بلکہ اہل حدیث ان الفاظ کو محض اتنی ہی آواز سے پڑھتے ہیں جس طرح کوئی اپنے مخاطب سے بات کرتا ہے۔ **میں نہیں سمجھتا کہ اتنی آواز میں کہنے سے حنفیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔** اگر چہ اہل حدیثوں کو اس بات کا اختیار بھی حاصل نہیں کہ ان الفاظ کو چلّا کر بدتہذیبی کا مظاہرہ کریں۔یا بدنیتی سے چیخیں۔جہاں تک سینے پر ہاتھ باندھنے یا رفع یدین (یعنی کانوں تک ہاتھ اٹھانے) کا معاملہ ہے **میں نہیں سمجھتا کہ اہل حدیثوں کو رفع یدین کرتے وقت اپنے بازو کھڑے حنفیوں کو مارنے کی حاجت پڑتی ہو۔** D.ws.1 اور 2 دونوں اعتراف کرتے ہیں کہ اہل حدیثوں کو اس بات کا کوئی حق نہیں پہنچتا کہ رفع یدین کے دوران کسی نمازی کو ماریں۔کیونکہ کسی کو مارے بغیر بھی رفع یدین کیا جاسکتا ہے۔

جہاں تک صف میں کھڑے ہوتے وقت کندھوں سے کندھا ملانے کا سوال ہے، میں سمجھتا ہوں کہ نمازِ باجماعت اسی طریقہ سے ادا کی جاتی ہے جس طرح سارے مسلمان ادا کرتے ہیں یعنی کندھوں سے کندھے ملانے کے عمل کو ہرگز روکا نہیں جاسکتا۔بعض حنفی لوگ اس بات پر اعتراض کرتے ہیں جب کہ بعض حنفی اسے بخوشی قبول کرتے ہیں۔یہ کہا جاسکتا ہے کہ احناف کے کندھوں کو چھونے کا 'رضامندی سے ہو یا قصداً' اہل حدیثوں کو کوئی حق نہیں ہے۔خصوصاً اس بات کا علم ہونے کے بعد کہ اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔یہی اعتراض صف میں کھڑے ہوتے وقت قدموں کو ملانے کا ہے۔مدعی کے ساتھ بحث کی گئی کہ سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد پیش امام، مقتدیوں کو اتنا وقت ہی نہیں دیتا کہ وہ جو چاہیں کہتے رہیں بلکہ سجدہ میں چلا جاتا ہے۔اور یہ بھی کہ اگر مقتدیوں میں سے کچھ لوگ "حمداً کثیراً طیباً مبارکا فیہ" پڑھنے لگ جائیں تو سارے مقتدی سجدہ میں نہیں جاسکتے۔اس طرح سے اسلام کی ایک ہدایت (حکم) کی خلاف ورزی واقع ہوجاتی ہے کہ مقتدیوں کو وہی کچھ کرنا ہوتا ہے جو امام کرتا ہے۔

اس بحث کے مختصر جواب کے دو پہلو ہیں: (a) ربنا لك الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه کے الفاظ ادا کرنے میں دو سکینڈ

سے زیادہ وقت نہیں لگتا۔اس بات کا جائزہ میں نے خود لیا ہے جب ایک اہل حدیث مولوی (D.W.2) نے ان الفاظ کو پڑھ کر سنایا۔(b) اس بات کی بھی کوئی اصل نہیں ہے کہ امام کے سجدہ اور مقتدیوں کے سجدہ کے درمیان میں دو سکینڈ کا وقفہ بھی نہیں ہوتا۔یہ بات ہرگز تکلیف دہ نہیں ہے کہ دونوں فریق کے درمیان اختلاف کا کوئی معقول سبب ہو۔

(18) میں یہی کہوں گا کہ مسلکِ اہل حدیث میں کوئی بات غیر معقول نہیں ہے اور نہ ہی کوئی چیز شریعتِ محمدی کے قانون کے مخالف ہے

(19) مسئلہ ② مدعی نے اپنے دعویٰ میں یہ الزام لگایا ہے کہ 27/اپریل 1923ء اور دوسرے دنوں میں ماہ رمضان کے دوران اہل حدیث بڑی تعداد میں آجاتے ہیں اور غیر مہذب انداز میں برتاؤ کرتے ہیں۔یعنی ''آمین، ربنا لك الحمد'' اور ''حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه'' کے الفاظ چلا کر پڑھتے ہیں، رفع یدین کرتے وقت اپنے بازو کھڑے ہوئے حنفی ساتھیوں کو مارتے ہیں اور اپنے ساتھ کھڑے ہونے والوں کے قدموں کو روندتے ہیں۔

مدعا علیہم اس غیر مہذب سلوک کے الزام کی تردید کرتے ہیں۔ادھونی کے جملہ مسلمانوں کی تعداد 13000 (تیرہ ہزار) ہے اس میں اہل حدیث مردوں کی تعداد صرف 50 پچاس ہے۔میں ہرگز اس بات کو نہیں مانتا کہ انہوں نے کبھی بدسلوکی کی ہو۔خصوصاً مسجد کے اندر ایسی حرکت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ''مسجد'' حنفیوں اور اہل حدیثوں کے لیے مقدس مقام ہے۔چند حنفیوں (D.Ws.4 and 5) نے خود اہل حدیثوں کے حق میں گواہی دی ہے اور اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے کبھی بدسلوکی نہیں کی ہے۔

(20) اس سلسلہ میں میرا یہی کہنا ہے: کہ مدعی کی جانب سے پیش کردہ دلیل جو اہل حدیثوں کی بدسلوکی سے متعلق ہے وہ اختلاف سے گھری ہوئی ہے۔اور بڑی دلچسپ ہے۔اس طرح PWI مدعی کی چچازاد بہن کا خسر ہے۔P.W.2 کا کہنا ہے کہ دوسرے مدعا علیہ نے اپنے پاؤں سے اس کے پاؤں کے انگوٹھے کو کچل دیا۔اور اس کی آنکھ کو چوٹ پہنچائی۔لیکن اس نے بڑی ہی فیاضی کے ساتھ اس کا اعتراف بھی کیا کہ اس نے یہ سب کچھ قصداً نہیں کیا ہے۔وہ دو ٹرسٹیوں کا رشتہ دار بھی ہے۔ P.W.3 اس مسجد کا امام ہے اور وہ مسجد کا تنخواہ دار ملازم ہے۔اس کا کہنا ہے کہ ماہ رمضان کی 10 تاریخ یعنی) (1923-4-27) کو پہلی بار اہل حدیث آئے اور یہ کہ مدار صاحب اور اسماعیل صاحب نامی دو حنفیوں نے ان سے شکایت کی کہ ان کے انگھوٹھے کچلے گئے ہیں۔دونوں P.Ws.7 اور 8 کا کہنا ہے کہ اس دن صرف اسماعیل صاحب نے شکایت کی تھی۔ان کے سوا کسی نے کوئی شکایت نہیں کی ہے۔لیکن اسماعیل صاحب یعنی (P.W.10) کا کہنا ہے کہ انہوں نے اور مدار صاحب دونوں نے شکایت کی ہے۔اس وقت P.W.7 اور P.W.8 دونوں موجود تھے۔لیکن وہ (P.W.10) یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ شکایت 16 تاریخ کو نہیں کی گئی تھی۔مدار صاحب (P.W.9) کا کہنا یہی ہے کہ وہ رمضان کی دس تاریخ کا واقعہ ہے (یعنی 27-4-1923 کا ہے) جب یہ سارا ماجرا پیش آیا تھا۔

مزید یہ کہ مدار صاحب کا کہنا ہے کہ حسن احمد نامی ایک آدمی نے ان کے انگوٹھے روندھے تھے۔جب کہ حسن احمد کے والد (D.W.4) کا کہنا ہے کہ حسن احمد حنفی تھے۔آخر میں P.W.11. کا الزام ہے کہ تیسرے مدعا علیہ نے ان کے انگوٹھے کو کچلا تھا اور یہ اسی دن کی بات ہے جب اسماعیل صاحب PW10 نے شکایت کی تھی۔لیکن ان کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ 15 رمضان کا ہے۔تیسرے مدعا علیہ نے کٹہرے میں کھڑے ہوکر کہا کہ یہ الزام سراسر جھوٹا ہے۔

(21) میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اہل حدیثوں پر لگایا گیا بدسلوکی کا الزام ثابت ہوا ہے۔

(22) مسئلہ (4): چونکہ مدعی نے بحیثیت ٹرسٹی یہ مقدمہ دائر نہیں کیا ہے لہٰذا کوئی کھوج نہیں کی جائے گی۔لیکن میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ شریعت محمدی کے قانون کے مطابق ایک ہی مسجد میں دو جماعتیں..... ایک حنفی اور دوسری اہل حدیث..... نہیں ہو سکتیں۔(ملاحظہ ہو

پٹنہ لا جرنل صفحہ 108)

(23) مسئلہ ③ : مسئلہ 2 سے متعلق میری کھوج بتا رہی ہے کہ مدعی کو مدعا علیہ سے کسی قسم کا تاوان (ہرجانہ) لینے کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ کسی ایک دو اہل حدیث افراد کے کاموں سے ساری جماعتِ اہل حدیث کو تاوان ادا کرنا پڑے گا۔ یہ سارا معاملہ مدعی کے خلاف جاتا ہے۔

(24) مسئلہ ⑤ : حنفی لوگوں کو مذکورہ مسجد میں اپنے طریقہ سے عبادت کرنے کا حق حاصل ہے بشرطیکہ اہل حدیثوں کو بھی ان کے اپنے طریقہ کے مطابق عبادت کرنے کا حق ملے۔ دونوں میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ دوسرے فریق کی عبادت میں قصداً خلل انداز ہوں یا افراتفری مچائیں۔ لیکن چونکہ اہل حدیثوں نے حنفیوں کے کسی حق کا انکار نہیں کیا ہے۔ اس لیے میں ضروری نہیں سمجھتا کہ مدّعی کے حق میں کوئی فیصلہ صادر کروں۔ اس مقدمہ میں میں اہل حدیثوں کے خلاف کوئی حکم نامہ جاری کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ خصوصاً چلّا کر الفاظ کہنے کے بارے میں ...... یا...... قدموں کو روندھنے کے بارے میں ہو وہ یا...... باز و کھڑے نمازیوں کو مارنے کے بارے میں ہو کیونکہ ان کے خلاف الزامات کو ثابت نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن بعض اہل حدیث گواہوں نے تیسرے مدعا علیہ کو عملاً شریک کرتے ہوئے مقدمہ کے دوران یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہیں باز و کھڑے نمازیوں کے قدموں سے قدم ملانے اور کندھے سے کندھا ملانے کا حق حاصل ہے اگر چہ کہ باز و کھڑے ہوئے لوگوں کی مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ایک عام حکم نامہ مدعا علیہم کے خلاف جاری کیا جائے تا کہ وہ احناف کی عبادتوں میں قصداً خلل نہ ڈال سکیں یا جان بوجھ کران کی نمازوں کے دوران انہیں تکلیف نہ دے سکیں۔ (ملاحظہ ہو 35 کلکتہ صفحہ نمبر 294)۔

جہاں تک مقدمہ کے اخراجات کا تعلق ہے تو مدعی تقریباً ناکام ہو چکا ہے۔ اس لیے وہ خود اپنے اخراجات برداشت کرلے اور مدعا علیہم کے اخراجات کا دو تہائی حصہ بھی ادا کرے۔ اس کا اعلان اس عدالت میں 25 اگست 1925ء کو کیا گیا۔

بحکم: **ٹی بھجنگا راؤ پنٹولو گارو۔**

قائم مقام جج۔

حسبِ ذیل گواہوں کا جائزہ لیا گیا۔

مدعی (Plaintiff) کے حق میں:-

1۔ درزی محمد حسین صاحب 2۔ چندا صاحب 3۔ پیش امام قادر محی الدین صاحب 4۔ مولوی غلام محمد
5۔ سوداگر عبدالغفور صاحب 6۔ عمر سیٹھ 7۔ عبدالسبحان 8۔ عبدالقادر
9۔ مدار صاحب 10۔ اسماعیل صاحب 11۔ سید داؤد

مدعا علیہم (Defandants) کے حق میں: -

1۔ مسٹر ایس اے کے جیلانی 2۔ مولانا عبدالغنی صاحب 3۔ محمد عبداللہ صاحب 4۔ محمد حنیف صاحب
5۔ دیوان جی عبداللہ 6۔ عمر صاحب 7۔ عبیداللہ صاحب

مدعی (Plaintiff) کے حق میں پیش کیے گئے دلائل:

Exhibit A/15-6-1923 ادھونی کے سب مجسٹریٹ کی کارروائیوں کے کاغذات کی مصدقہ نقل مقدمہ نمبر 1923-2 کا فائل.

B/.8-6-1923 قابل عرضی گذار کی عرضی کی مصدقہ نقل (یعنی کے عبدالرحمن صاحب کی عرضی) مذکورہ مقدمہ

B(1)/8-6-1923	ادھونی کے سب مجسٹریٹ کی حوالی کارروائی کے حکم کی مصدقہ نقل (عرضی EX.B)
C۔	ایک کتاب ''فتح المبین'' صفحہ 109
C(1)	کے صفحہ نمبر 109 کے ایک مخصوص اقتباس کا انگریزی ترجمہ۔Exhibit C
D۔	ایک کتاب ''فتاویٰ عالمگیری'' صفحہ 99
D(1)	کے اصل عربی متن کا صفحہ Exhibit D
D-(1) (a)	کتاب کے صفحہ نمبر 88 کے اقتباس کا انگریزی ترجمہ۔ Exhibit D(1)
D(2)	کتاب کے صفحہ 99 کے اقتباس کا انگریزی ترجمہ Exhibit D-
E۔	ایک کتاب ''احسن المسائل'' کا صفحہ نمبر 23
E.(1)	کتاب کے ایک مخصوص (صفحہ 23) کا انگریزی ترجمہ Exhibit E
F ۔	ایک کتاب ''غایت الاوطار'' کا صفحہ نمبر 20
F.(1)	کتاب کے ایک مخصوص اقتباس کا انگریزی ترجمہ صفحہ 220 Exhibit F
F(1) (a)	کتاب کے صفحہ Exhibit F. 308
F(1) (b)	کتاب کے صفحہ Exhibit F.308
F(1) (c)	کتاب کے صفحہ Exhibit F.308
G۔	ایک کتاب جس کا نام ''مشکاۃ'' ہے صفحہ 287
G(1)	کتاب کے صفحہ 287 کے ایک اقتباس کا انگریزی ترجمہ .Exhibit G
H۔	ایک کتاب جس کا نام 'ھدایۂ' ہے صفحہ Exhibit H.109
H(1)	کتاب کے صفحہ 109 کے اقتباس کا انگریزی ترجمہ .Exhibit H
J۔	ایک کتاب جس کا نام موطاًامام محمد (امام احمد۔؟) صفحہ 80
J(1)	کتاب کے صفحہ 86 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ .Exhibit J
K۔	ایک کتاب ''اسلام کی پہلے'' نامی
L۔	ایک کتاب ''اسلام کی دوسری'' نامی صفحہ 23
M۔	ایک کتاب جس کا نام ''مکمل نماز'' صفحہ 19
M(1)	کتاب کے صفحہ 23 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ .Exhibit M
M(2)	کتاب کے صفحہ 23 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ .Exhibit M
N۔	جی عمر صاحب کا حلفیہ بیان مقدمہ نمبر 2/1923 سے متعلق ادھونی کے سب مجسٹریٹ کے کاغذات کی فائل پر۔
O۔	چند مذہبی سوالات سے متعلق حیدرآباد کے علماء کے فتاویٰ۔
O(1)	کتاب کے فتاویٰ کا انگریزی ترجمہ .Exhibit O
P۔	ایک کتاب جس کا نام ''صراط النجاۃ'' کے صفحات 35,32اور38

P(1) کتاب کے صفحہ 32 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ .Exhibit P

P(1)(a) صفحہ 35 ,, ,,

P(1)(b) صفحہ 38 ,, ,,

Q ایک کتاب جس کا نام ''مسند امام اعظم'' کا صفحہ 80

Q(1) کتاب کے صفحہ 80 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ .Exhibit Q

مدعا علیہم (Defendants) کے حق میں پیش کیے گئے دلائل:

I/ 10-5-1898 ادھونی کے سب مجسٹریٹ کے کاغذات کی فائل جس میں فیصلہ کی مصدقہ نقل ہے (مقدمہ نمبر C.C. 83/1898)

II/ 10-5-1898 ادھونی کے ضلعی مجسٹریٹ کی فاء جس میں فیصلہ کی مصدقہ نقل ہے۔ مقدمہ نمبر 29C.C / 1898

10-5-1898/III درزی محمد حنیف صاحب کا حلفیہ بیان in Misc مقدمہ نمبر 2/1923 ادھونی کے سب مجسٹریٹ کے کاغذات کا فائل۔

IV۔ ایک کتاب جس کا نام ''بخاری'' ہے صفحہ نمبر 100 اور 110

IV(a) کی کتاب کے صفحہ نمبر 100 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ۔ .Exhibit IV

IV(a)(1) کی کتاب کے صفحہ نمبر 110 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ۔ .Exhibit IV

IV(a)(2) مدعی کا پیش کردہ صفحہ کا انگریزی ترجمہ۔

V/30-5-23 ادھونی کی سب مجسٹریٹ کے کاغذات فائل اور کیس نمبر 2/1923 کی عبدالسبحان کے حلفیہ بیان کی مصدقہ نقل

VI/15-51923 سید داؤد کے حلفیہ بیان کی مصدقہ نقل۔

VI(a)/3-5-1923 ادھونی کی جمعہ مسجد کی ٹرسٹیوں سے حاصل کردہ ''ماحضر'' کی مصدقہ نقل۔

VII ایک کتاب جس کا نام ''اسلامک دوسری'' کے صفحہ 32 سے 38 تک۔

VII(a) مذکورہ صفحہ 32 سے 38 تک انگریزی ترجمہ۔ Exhibit VII

VIII ایک کتاب ''ابوداؤد'' کا صفحہ 104۔

VIII(a) کتاب کا صفحہ 104 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ۔ Exhibit VIII

IX/12-10-20 بلہاری کی ذیلی عدالت کے فائل O.S43/1920 سے متعلق عمر صاحب کے حلفیہ بیان کی مصدقہ نقل۔

X ایک کتاب جس کا نام ''غایۃ الاوطار'' جو ''دار المختار'' کے ترجمہ کی پہلی جلد ہے۔ اس کا صفحہ 258

X(a) کتاب کے صفحہ 258 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ۔ Exhibit X

XI ایک کتاب جس کا نام ''فتح الباری'' صفحہ 427۔

XI(a) کتاب (فتح الباری) صفحہ 427 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ۔ Exhibit XI

XII ایک کتاب ''مرقاۃ'' کے صفحات 32 اور 34

XII(a) مرقات کے صفحہ 32 اور 34 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ. Exhibit XII

XIII ایک کتاب ''سبل السلام کا صفحہ 105

XIII(a)	کتاب کے صفحہ 105 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ. Exhibit XIII
XIV	ایک کتاب ''روح الایمان'' کے صفحات 3 اور 25
XIV(a)	کتاب کے صفحہ 3 کے خط کشیدہ اقتباس ک اانگریزی ترجمہ. Exhibit XIV.
XIV(b)	کتاب کے صفحہ 25 کے خط کشیدہ اقتباس ک اانگریزی ترجمہ. Exhibit XIV.
XV	ایک کتاب ''علماء اہلحدیث اور فقہا'' کا صفحہ 2
XV(a)	کتاب کے صفحہ 2 کے خط کشیدہ اقتباس کا انگریزی ترجمہ. Exhibit XV.
XVI	ایک کتاب ''نماز مترجم'' کے صفحات 13 اور 14
XVI(a)	کتاب کے صفحہ 13 اور 14 کا انگریزی ترجمہ Exhibit XVI
XVII 19-8-25	مدعی کے پیش کردہ انگریزی تراجم پر مدعا علیہ کے اعتراض کی نقل

بحکم ٹی۔ بھجنگا راو پٹولو گارو۔
قائم مقام جج

ملاحظہ: مذکورہ عبارات یا حوالا جات یا فیصلہ میں کسی بھی قسم کی کمپوزنگ یا طباعت کی غلطی کا صدور ہو تو برائے کرم اصل (فیصلہ نامہ) جو انگریزی زبان میں ہے' ملاحظہ فرمائیں۔ (ناشر)



-36-

Xl(a)	English translation of poritions marke at page 427 of Exhibit Xl.
XlI.	Book called Mirakhat at pages 32 and 34.
Xll(a)	Englishtranslation of a portion marked at pages 32 and 34 of Ex.Xll.
Xlll.	Book called Subius S.lam at page 105.
Xlll(a)	English translation of a portion marked at page 105 of Exhibit Xlll.
XlV.	Book called Ruhul-lmam at page 3 and 25.
XlV(a)	English translation of a portion marked at page 3. of Exhibit XlV.
XlV(b)	do. do. do. at page 25 of Exhibit XlV.
XV.	Book called Learned men of Ahle Hadis and Fiqusha at page 2.
XV(a)	English translation of a portion marked at page 2 of Exhibit XV.
XVl.	Book called Nomazal Muterjum at page 13 and 14.
XVI(a)	English translation of page 13 and 14 of Ex.XVI.
XVII 19-8-25	Defendants memo of objection to the English translations filed by the plaintiffs.

Sd/ T.Bhujanga Rao Pantulu,
Subordinate Judge.

/true copy/

copied by uvr.
compared by [signature]
read by [signature]
to.words 6,094 to.corrs.
35th and the last sheet.

[signature]



-34-

1v(a)(1)	do. do. at page 110 of do.
1V(a)(2)	do. do. at page given by plaintiff.
V/30-5-23	Certified copy of the deposition of Abdul Subhan in Misc. Case No.2/1923 on the file of the Stationary Sub Magistrate of Adoni.
V1/15-5-1923.	do. do. Sayyed Davood. do. do.
V1(a)/3-5-1923	Certified copy of the Mahazar received by the Trustees of the Jumma Masjid of Adoni.
V11	Book called "Islamik Doeri" (at page 32 to 38)
V11(a)	English translation of pages 32 to 38 of Ex.-V11.
V111	Book called "Abu Davood" (page 104).
V111(a)	English translation of a portion marked at page 104 of Exhibit V111.
1X/12-10-20.	Certified copy of the deposition of Ummer Sahib in O.S.No.40/1920 on the file of the Sub-Court Bellary.
X	Book called "Khayatulauter", "First Volume of the translation of Durrul Mukhtar ate page 258
X(a)	English translation of a portion marked at page 258 of Exhibit X.
X1.	Book called Fathul Bari at page 427.

34th sheet ovr. corrs exam

1765 S.N.A. Advocate



-35-

O(I) English translation of Exhibit O.

P. Book called "Sirat-Un-Nazat" at pages 32,35, and 38

P(I) English translation of a portion marked at page 32 of Exhibit P.

P(I)(a) do. do. at page 35 of Exhibit P.

P(I)(b) do. do. at page 38 of Exhibit P.

Q Book called "Musnaday Imam Azam" at page 80.

Q(I) English translation of a portion marked at page 80 of Exhibit Q.

For Defendants.

I/10-5-1898 Certified copy of the judgment in C.C.No.83/1898 on the file of the Stationary Sub Magistrate of Adoni.

II/22-10-1898 do. do. in C.C.No.29/1898 on the file of the District Magistrate of Adoni.

III/15-5-1923 Deposition of Darji Mahamad Haneef sahib in Misc.Case No.2/1923 on the file of the Stationery Sub Magistrate of Adoni.

IV. Book called "Bukhari" pages 100 and 110.

IV(a). English translation of portion marked at page 100 of Exhibit IV.

33rd sheet uvr. corrs exam



-32-

F(I)(a)	do. do. at page 308 of Exhibit F.
F(I)(b)	do. do. do. do. do.
F(I)(c)	do. do . do. do.
G.	Book called "Mish-Kat" (page 287)
G(I)	English translation of a portion marked at page 287 of Exhibit G.
H.	Book called "Hidaya" page 109.
H(I)	English translation of a portion marked at page 109 of Exhibit H.
J.	Book called "Mo-vat a Imam-Muhammad"(page 86)
J(I)	English translation of a portion marked at page 86 of Exhibit J.
K.	Book called " Islamkhi-pahile".
L.	Book called "Islamki Dusri"(page 23).
M.	Book called"Mukkammal Namaz" at page 19.
M(I)	English translation of a portion marked at page 19 of Exhibit M.
M(2)	do. do. at page 23 of Exhibit M.
N.	Deposition of G.Ummer Sahib in misc.Case No.2 of 1923 on the file of the Stationary Sub Magistrate of Adoni.
O.	Fatway of the Mowlvis of Hyderabad relating to certain religious questions.

32nd she t uvr. cors e a,



-31-

For Defendants.

1. Mr. S.A.K. Jelani.
2. Mowlna Abdul Ghani Sab.
3. Mahammad Abdulla Sahib.
4. Mahammad Haneef Sahib.
5. Dewanji Abdulla Sahib.
6. Ummer Sahib.
7. Ubeidulla Sahib.

The following documents were filed:--

For Plaintiff.

Exhibit A/15-6-1923	Certified copy of the proceedings of the Stationary Sub-Magistrate of Adoni in Misc. case No.2 of 1923 on his file.
B/.8-6-1923.	Certified copy of the petition of the counter-petitioner K.Abdul Rahiman Sahib in do. do.
B(1)/ do	Certified copy of the order of the Stationary Sub-Magistrate of Adoni on the petition Ex.B
C.	Book called "Fat-hool Moobeen" (page 109)
C(1)	English translation of a portion marked at page 109 of Exhibit C.
D.	Book called "Fath-Waj-Alam-Giri" (page 99)
D(1)	Original Book in Arabic of Exhibit D(at page
D-(1)(a).	English translation of a portion marked at page 88 of Exhibit D(1).
D(2)	English translation of a portion mared at page 99 of Exhibit D.
E.	Book called "Ah-san-ul-ama.ra.Jel" at page 23
E(I)	English translation of a portion marked at page 23 of Exhibit E.
F.	Book called "Gha-yet-ul-Aou-ta" at page 220.
F.(I)	English translation of a portion marked at page 220 of Exhibit F.

31st shet uvr. cor s e am





-30-

wilful stamping of feet or striking of by-standers, as such acts have not been proved. But some of the Ahle Hadis witnesses, including practically the 3rd defendant, claimed during the trial the right to touch the feet of by-standers with their feet and the shoulders of by-standers with their shoulders even against the expressed wishes of the by-standers. I think it best therefore to pass a general injunction against the defendants from wilfully disturbing or interefering with the prayers of the Hanafis or intentionally causing them annoyance during their prayers (see 30 Calcutta page 294). As for the costs of suit, the plaintiff has more or less failed. So he will bear his costs and pay two-thirds of the costs of defendants.

Pronounced in open court this 25th day of August 1925.

Sd/T.Bhujanga Rao Pantulu.
Subordinate Judge.

The following witnesses were examined:---

For plaintiff:-

1. Darji Mahammad Hussain Sahib.
2. Chanda Sahib.
3. Pesh Imam Khader Mohiddin Sahib.
4. Mowlvi Gulam Mahamad.
5. Sowdagar Abdul Gafoor Sahib.
6. Ummer Sait.
7. Abdul Subhan.
8. Abdul Khader.
9. Madar Sahib.
10. Ismail Sahib.
11. Sayyed Davood.

30th sheet ovr. cor e exam



-29-

But I would only say that under the Mahammadan Ecclesiastical Law there cannot be two Jamaats or congregations--one Hanafi and one Ahle-Hadis--in the same mosque. See 2 Patna Law Journal page 108.

23. Issue 3.- My finding on issue 2 shows that plaintiff is entitled to no damages; nor can there be a question of the entire Ahle-Hadis community paying damages for the alleged acts of a few Ahle-Hadis. I find the issue against plaintiff.

24. Issue 5:- The Hanafis have a right to offer their prayers in the plaint mosque according to their ritual, subject to the right of the Ahle-Hadis to pray according to their ritual, neither sect having the right to wilfully thwart or disturb the prayers of the others. But as the Ahle-Hadis have not denied the rights of the Hanafis, I do not think it is necessary to pass any declaration in favour of the plaintiff in this case; nor can I pass any injunction against the Ahle-Hadis, specifically in regard to shouting or ....

29th sheet u.r. corrs exam



-28-

Ramzan (27-4-23) the Ahle-Hadis first came and that two Hanafis named Nader Sahib and Ismail Sahib then complained about their toes being trampled on. P.Ws. 7 and 8 say that only Ismail Sahib complained on that day and no one else complained. But Ismail Sahib(P.W. 10) says that both he and Nader Sahib complained; that both P.Ws.7 and 8 were then present; and that he (P.W.10) cannot say if the complaint was not made on the 18th day. Nader Sahib (P.W.9) however says that it was on the 10th day (27-4-1923) that all this took place. Moreover Nader Sahib says that one Hassan Ahmad trampled on his toes. But Hassan Ahmad's father (D.W.4) says that Hassan Ahmad is actually a Hanafi. Lastly, P.W.11 complains that 3rd defendant trampled on his toes on the day on which Ismail Sahib (P.W.10) complained. But he makes it the 18th day of the Ramzan. The 3rd defendant of course has gone into the box and denied the charge.

21. I cannot say that any of the disorderly acts imputed to the Ahle-Hadis have been proved.

22. Issue 4.- As plaintiff has not filed this suit in his capacity as trustee, no finding is called for

28th the t uvr. cor s e m

3761 S.N.A. Advocate Kurnool

Stamp Vendor Kurnool



-2,-

The defendants deny such disorderly conduct. Seeing that there are only 50 male members of the Ahle-Hadis sect at Adoni out of a total Mahommedan population of 15,000,I can hardly believe that they would have acted in a disorderly manner, especially in a mosque which is sacred whether to a Hanafi or an Ahle-Hadis. Some Hanafis themselves (D.Ws.4 and 5) have given evidence on the side of the Ahle-Hadis and say there was no disorderly conduct.

20. In this connection I must say that the evidence adduced on behalf of the plaintiff on the question of the disorderly conduct of the Ahle-Hadis is beset with contradictions and is interested. Thus P.W.1 is the father-in-law of plaintiff's paternal uncle's daughter. P.W.2 says that 2nd defendant trampled on his toes and struck his eye, but is charitable enough to admit that he cannot say whether it was done intentionally. He is related to two of the trustees. P.W.3 is the present Pesh imam in the mosque and is a paid servant in the mosque. He states that on the 10th May of

27th sheet uvr. cor s. e



-26-

Islamic injunction that the congregation has to do what the Pesh Imam does. The short answer to this argument is two fold; (a) xxxx The uttering of the words "Hamman Kaseeran etc" does not take more than 2 seconds as I found by my watch when the Ahle-Hadis Mowlvi (D.W.2) uttered it; (b) there is nothing to show that there cannot be an intervel of just 2 seconds between the Pesh Imam's bending and the bending of the congregation. There can be no trouble at all if there is a little of sweet reasonableness on both sides.

18. I hold that there is nothing xin the Ahle-Hadis ritual that is unreasonable or opposed to Mohammadan Ecclesiastical Law.

19. Issue 2:- Plaintiff alleges in his plaint that on 27th April 1923 and some other days during the month of Ramzan the Ahle-Hadis came in numbers and behaved in a disorderly fashion by bawling aloud the words "Amin", "Rabbanalakalal Hamd" and "Hamman Kaseeran etc" and also by striking by-standers while doing Rafei-Adan and stamping their feet on those of the by-standers.

26th sheet ovr. corrs exam



-25-

to strike the other members in doing haraiddan and that it is actually done witout striking any one. As for touching the shoulders of the by-standers when standing in a line it seems to me that in congregational worship conducted in the manner in which it is done by Mahammadans, the touching of shoulders un-intentionally cannot be absolutely avoided; but as some Hanafis object to such a practice though others consent to it, it must be said that the Ahle-Hadis have noright to touch the shoulders of Hanafis wilfully and intentionally and knowing that they would thereby cause annoyance to them. The same remark applies to the touching of feet when standing in a line. It was argued for the plaintiff that soon after saying "Same Allaho etc", the Pesh Imam does not wait for the congregation to say what they like but goes into the "Sajda" (a posture of bending and prostration during Namaz); that if some members of the congregation continue uttering "Hamdan Kaseeran etc" the entire congregation cannot also go into the sijda, and that thus there will be a breach of the



-24-

prevent the interpretation of texts in different manners by different sects nor can it prevent the formation of sects.

17. It was contended on behalf of the Hanafis that the loud uttering of the words "Ameen" or "Rabbanalakale Hamd" or of "Hamdan Kaseeran etc" would disturb the prayers of the Hanafis. But both Mr.Jeleni (D.W.1) and the Ahle-Hadis Lowavi (D.W.2) say that the Ahle-Hadis ritual does not require that the words should be shouted or bawled out and that the Ahle-Hadis utter them " in the tone in which one would talk". I do not think that such uttering would or must necessarily disturb the prayers of the Hanafis, though the Ahle-Hadis can have of course no right to bawl out the words in a disorderly fashion and shoutt them out malafide. As for placing the hands onthe chest and doing Rafbidhan (i.e.,gently raising the arms to the ears), Ido not think there is any need for any Ahle-Hadis when doing Rafaiddan to strike the men stand-ing on either side of him. Both D.Ws.1 and 2 admit that the Ahle-Hadis have no right...............

24th sheet uvr. corrs exam



-25-

the shoulders and ankles of all the members of the congregation must be in a line, and not as laying down that they should actually touch each other. Here again I cannot say that the standing in the manner adopted by the Ahle-Hadis is opposed to Mahammadan Ecclesiastical Law.

16. The plaintiff's pleader asked that the court should decide not merely whether the practice of the Ahle-Hadis was opposed to the Mahammadan Ecclesiastical Law, but also as to whether their practice was based on a correct interpretation of the Mahammadan texts and the ~~tar~~ true traditions regarding the practice of the Prophet. In other words, he asked the court to hold that on a correct interpretation of the texts the Hanafi practice was the only correct practice. I think that such a course would be outside the province of a civil court. All that the court has to decide is whether there is anything in the practice and ritual of the Ahle-Hadis inherently inconsistent with the Mahammadan Ecclesiastical Law or quite unreasonable. A court can never ....

23rd sheet ovr. cors exam





-22-

~~ix~~ vi) The last point of difference between the two sects is in regard to the method of their standing when assembled for prayer. The Hanafis relying on certain texts (Exhibits Q(I), P(1), M(I) and J-I) stand in a line but so that one man's feet does not touch the feet of another man and one man's shoulder does not touch the shoulder of another man. According to the Hanafis there must be a "space of the breath of 4 fingers" between one man's feet and another man's feet and all th at is required is that the members should stand in a line so that the ankles of all and the shoulders of all may be in one line. But the Ahle-Hadis relying on certain others texts (Exhibits IV A-2, VIII-A and X-A) contend that in the Prophet's time the congregation stood so that each member's shoulder touched the shoulder of his by-stander and the feet of each man touched the feet of another. The fact is that the Ahle-hadis interpret certain texts literally, whereas the Hanafis interpret them as merely laying down that



-21-

in Bellary. He admits that even Hanafis do inaudibly utter the words "Hamdan Kaseeran etc" when praying singly. That the uttering of the words is not a new innovation introduced for the first time by the Ahle-hadis of Adoni is shown from the fact that as admitted by P.W.11, even in the year 1898, when Janwala Khaja Hussain Sahib went to the mosque, he uttered the/ words "Hamdan Kaseeran etc". It is true that there is nothing to show that the Prophet ever ordained that the words "Hamdan Kaseeran etc" should compulsorily be uttered. But as they were uttered in a namaz conducted by the Prophet himself there appears to be nothing heterodox or opposed to Mahomammadan Ecclesiastical Law in the uttering of the words. The uttering of the words seems to be optional with the Ahle-Hadis, for their Mowlvi (D.W.2) says that at times they omit the words and use a different formula. But as regards the question whether the uttering of the words " Hamdan Kaseeran etc" is opposed to Mahammadan Ecclesiastical Law, I must say it is not opposed to it.

21st sheet ovr. cor:s exq



-20-

After the Namaz was over, the Prophet asked each member of the congregation who uttered the words. All were silent. He asked them again which of them had uttered the words. But as before no one came forward. He ~~xabxx~~ then asked a third time which of them had used the words adding that the words were not bad. Then one man came forward and said that he had come running and was out of breath and used those words. The Prophet then said "Verily I saw 12 angles vieing with anobher to come down those words". The same incident is also given in the Sahi Bukhari page 110(see Exhibit IV A-1). According to allMahammadans, theappreciation by the Prophet of ~~xha~~ any practice (Hazahi) gives sanction to thepractice; and on this account, the Ahle-Hadis have adopted the uttering of the words "Hamdan Kaseeran etc," in their ritual. But the Hanfis have not done it. But even according to the Hanafis, there is nothing wrong in the uttering of the words "Hamdan Kaseeran etc." P.W.5 is a Hanafi and the Mutwalli of a Jumma Masjid

20th sheet uvr. corre exam

3758. S.N.A. Advocate Kurnool



-19-

books (Exhibit VII) was published in the Punjab. According to the Mowlvi D.W.2, the text book Exhibit VII has been in existence in the Punjab ever since his youth. In these circumstances I cannot say that the loud uttering of the words "Rabbanalakala Hamd" is opposed to Mahammadan Ecclesiasticla law.

v) Still another point of difference in the ritual relating to Namaz between the Hanfafis and the Ahle-Hadis is this:- in addition to saying the words " Rabbanalakala Hamd", the Ahle-Hadis utter the words "Hamdan Kaseeran Thoyyaban Mubarakan Fee" which words seem to mean "Great and unalloyed be the praise to the Lord". The Hanafis do not utter these words. The Ahle-Hadis, however, utter these words on accounts of a tradition to be found in the Mishkat page 287 (Exhibit G-1) The incident referred to was asx follows:- it seems once during a Namaz, after the Prophet uttered "Sama Allahu Laiman Hamida", a member of the congregation behind him uttered "Rabbanalakala Hamd, Hamdan Kaseeran Thoyyaban Mubarakan Fee". ....

19th sheet uvr. corr exam





-18-

to place the hands over the sheet. The practice may be opposed to the practice of the Hanafis, but I do not find anything heterodox or opposed to Mahammedan Ecclesiastical law in it.

iv) The n xt point of difference is this:- At one portion of the Namaz the Pesh Imam has to say "Sama Allaho Laiman Hamida", which words mean"The congregation has then to say "Rabbanalakala Hamd" which words mean "Praise be to the Lord". Now, these words are uttered in a low voice by the Hanafis according to their texts translated as exhibit C(I), F(I),H(I) and E(I). The Ahle-Hadis however utter the words loudly or rather audibly on the authority of texts of which the traslations are Exhibits IV(A-1),IV(A-2),XI and XII. It was alleged during the trial that at Adoni for the first time the Ahle-Hadisintroduced the loud uttering of the words "Rabbanalakala Hamd". But exhibit VII of which Exhibit VII (a) is the translation, shows that the Ahle-Hadis have been in the habit of uttering these words loudly at least ever since that school text

18th sheet uvr. corrs ex m



-17-

said to be heterodox, because, as admitted by P.W.1, even the Hanafis do Rafeiddan in what they call the Isha Namaz. In any case the rulings in 7 Allahabad, 12 Allahabad, 13 Allahabad and 16 Calcutta already referred to show that the Ahle-Hadis may do Rafaiddan in a mosque in which the congregation is mostly Hanafi.

iii) The third point of difference between the Hanafis and the Ahle-Hadis is that while the Hanafis in folding their arms and joining their palms during Namaz place their arms so that the palms are joined over the navel, the Ahle-Hadis fold their arms so as to join their hands over the chest. This they claim to do on the authority of a tradition on the work known as Bubius Salam, First Volume, page 106 (Exhibit XIII), wherein one Huza is said to have said that he once performed Namaz with the Prophet and that he then placed his right hand over the left hand on the chest. Exhibit VII is a text book of prayers used in some Schools in the Punjab. It shows that the Ahle-Hadis practice is

17th sheet over. cor s ex



-16-

the Ahle-Hadis utter the word loudly, relying on some of the traditions in works known as Sahi Bukhari and Sahi Muslimin. On this point the Ahle-Hadis are in agreement with the Shafei School of Sunnis. The whole law on the point has been discussed in the judgment of Mahamood, J. in 7 Allahabad 461 and 13 Allahabad 419 and 12 Allahabad [illegible]. The Hanafis cannot say that in pronouncing the word Ameen loudly the Ahle-Hadis are heterodox. The point is concluded by the pronouncement of the Privy Council in 18 Calcutta 448 where their Lordships have said that the Ahle-Hadis are Sunnis and are entitled to utter the word "Ameen" loudly.

11) The next point of difference between the Hanafis and the Ahle-Hadis is this:- The Ahle-Hadis during some portions of the namaz do what is called -- Rafaiddan i.e., they carry their arms up to the ears. The Hanafis do not do Rafaiddan in the daily namaz. On the authority, however, of the Sahi Bukhari page 102 and Sahi Muslimis page 105, the Ahle-Hadis do Rafaiddan in their every day namaz. But this cannot be

said

16th sheet ovr. cor. s exam



-15-

14. The Hanafis however say that the Ahle-Hadis are heterodox Mahammadans (Ghair-Mukallids) and say that the Ahle-Hadis ritual must necessarily cause a disturbance to the Hanafis during namaz. Hence I shall briefly state the chief points of difference, so far as the evidence in this case shows, between the Hanafis and the Ahle-Hadis in the method of their namaz. They are as follow:-

1) at the end of the first chapter of the Koran the following verse occurs:--" Praise be to God, the Lord of all creatures; the most merciful, the King of the day of judgment. Thee do we worship and of Thee do we beg assistance. Direct us in the right way, in the way of those to whom Thou hast been gracious, not of those against whom Thou art incensed, nor of those who go astray". After the Pesh Imam or the leader in prayers utters this passage, the congregation has to utter the word "Ameen" which means the same thing as the English word " Amen". Now, the Hanafis pronounce the word "Ameen" in a low voice, as laid down in their works such as the "Hedaya" and "the Durr-i Mukhtar"; but





-14-

filed by the plaintiff. But even assuming that the fines were remitted, I cannot say that the remission of the fines would have prevented the Ahle-Hadis from goingto the mosque, when in the criminal case against Panwala Khaja Hussain Sahib the Sub-Magistrate had clearly declared the right of the Ahle-Hadis to pray in the mosque and had discharged the accused. My finding is that the Ahle-Hadis did attend the suit mosque prior to 27th April 1923 and offered prayers according to their ritual.

13. Issue 7:- By the expression "Sunnis" is meant "those who act according to Sunna or the practice of the Prophet". Amongst the Sunnis, four imams set up four different schools. The Ahle-Hadis however do not recognise the exposition of the law by the four imams as being of obligatory authority and therefore do not belong to any of the four recognised classes of Sunni. They wish to act according to the Hadis or traditions as to the practice of the prophet and thus claim to be greater Sunnis i.e., followers of the prophet's Sunna or practice than even the followers of the four imams.

14th sheet ovr. corre exam



-13-

that there was nothing to prohibit them from entering the mosque and offering Namaz in their own fashion. I cannot therefore believe the evidence on the side of the plaintiff that the Ahle-Hadis generally never attended the plaint mosque and that even when they attended these performed the prayers according to the Hanafi fashion. It is possible that till 1923, fearing a disturbance, only a few Ahle-Hadis used to go to the plaint mosque, and that in the year 1923, when dissensions arose amongst the Hanafis themselves, the Ahle-Hadis felt emboldened to go to the mosque in larger numbers. But it is not possible to believe that the Ahle-Hadis either never went or, having gone, conformed to the Hanafi ritual.

12. In the year 1896 some time after the criminal complaint against Panwala Khaja Hussain Sahib, the same Khaja Hussain Sahib filed a defamation case against the Khaji and some others. In that case the Deputy Magistrate fined the accused. It is alleged on the side of the plaintiff that on appeal the conviction for defamation was quashed and that the fines were remitted. No copy of the appellate judgment has been





-12-

in it the Hanf/is who wanted the scheme to be framed examined on-e Ummer Sahib (D.W.6). an Ahle-Hadis,as being a person who was going to the mosque for daily prayers. This is admitted by P.W.3. Further, two Hanafis, D.Ws.4 and 5 have been examined by the defendants and they say that all along the Ahle-Hadis have been going to the mosque and praying in it according to their ritual. D.W.1 Mr.Jelani, is a member of the legislative Assembly at Delhi and an Ahle-Hadis. He states that he has gone recentl to the plaint mosque and prayed in it according to the Ahle-Hadis ritual. D.W.2 is an Ahle-Hadis of Cuddapah and says that he too has gone and prayed in the plaint mosque according to his ritual. P.W.1, who is the President of the Mosque Committee, ~~xxxxxx~~ admits that some Ahle-Hadis used to attend the mosque afte the criminal case against Lebwais Khaja Hus ain Sahib was thrown out, though he would say that they performed prayers according to the Hanfi fashion. But when Lebwais Khaja Hussain Sahibs case was thrown out, the Ahle-Hadis must have known.................

12th sheet uvr. cor s exam



-11-

public and general mosque. See Gangapathi Iyer's Religious Endowment Second Edition, page 405 (In Wilson's Glossary page 230 a Jama-Musjid is said to mean the principal mosque or Mahammadan place of prayer in a city)

10. I hold that the plaint mosque is a public mosque open to all Mahammadans and was not reserved for the Hanafis.

11. Issue 1:-The defendants (the Ahle-hadis) state that they have been going to the plaint mosque from time immemorial. On the other hand, the Hanafis say that the Wahabis never went to the suit mosque prior to April 1923. But it is admitted by the Hanafis that in the 1898 one Panwala Khaja Hussain Sahib, an Ahle-Hadis, went to the mosque and performed the namaz according to the Ahle-Hadis ritual. Against that Khaja Hussain Saheb a complaint was filed by a Hanafi that he disturbed the prayers of the Hanafis in the plaint mosque. But the Sub-Magistrate, after considering the rulings such as 13 Allahabad 419, discharged the accused. Moreover, in the year 1920 a suit was filed for the framing of a scheme in regard to the plaint mosque. ....

11th sheet uvr. corrs exam




-10-

was reserved for the Hanafis. The District Gazetteer at pages 196 and 200 shows that the mosque was built by an Abyssinian general known as Sidi Masud Khan about the year 1667 A.D. It is not clear whether Masaud Khan was a Sunni or a Shia. But the evidence of P.W.1 shows that on the walls of the mosque have been written the names of the first four Caliphs, Abubeker, Omar, Osman and Ali. The Shias execrate the memory of the first three Caliphs viz., Abubekr, Omar and Osman. See page 538 of 12 Bombay High Court Reports. Hence Masaud Khan may be presumed to be a Sunni but nothing more is known about him. There are amongest Sunnis four recognised sects known as Hanafis, Shafeis, Malikis and Hanabalis. There is no evidence to show that the mosque was reserved for any of these sects, or for that matter reserved exclusively for the Sunnis. I must also state here that in the plaint there is no allegation that the mosque was reserved for the Hanafis. The very fact that the building is called Jama Musjid would go to show that it must be deemed to be a

10th sheet ovr. corrs exam

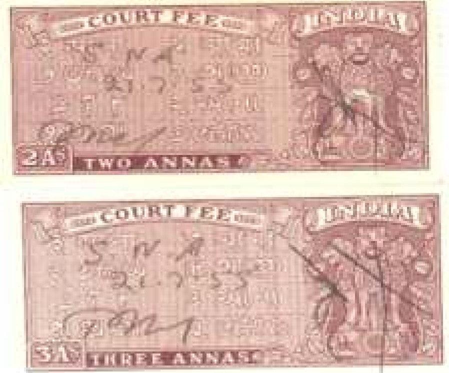


-9-

8. There has been some difference of opinion as to whether according to Mahammadan Ecclesiastical Law a mosque can be reserved for any particular sect at all. The work known as "Fatawa Alamgiri" is against any such reservation. See Tyabjee's Mahammadan Law, second edition, page 640. But Sir Roland Wilson in his book on Mahammadan Law says that according to the Shafei School a mosque may be dedicated with a reservation in favour of one sect. But Mr. Tyabjee in his book (foot note 5 at page 640) says that he has now been able to find any such rule either in the Arabic original or in Mr. Howard's English translation or the French Book of Van Den Berg on the Shafei School of Mahammadan Law. The question of reservation is thus not free from doubt. But there is no doubt at all about the general proposition that when there is no reservation in favour of any particular sect, all Mahamadans without any distinction can go and enter a mosque and offer their prayers according to their own Ritual. (See 35 Cal. P. 294).

9. Such being the law, we must see whether in the present suit the Hanafis have adduced any evidence to show that the plaint mosque known as the Numma Musjid

9th sheet uv. corr exm



-6-

6(a). As at the trial plaintiff's pleader raised some points which he had not specifically alleged in the plaint and as both sides had let in evidence on those points, I framed the following additional issues:-

6. Whether the plaint mosque was dedicated with any reservation for Hanafis?

7. Whether the ritual of the Wahabis is unreasonable or opposed to Mahammadan Ecclesiastical Law?

7. Issue 6.-In the eye of the Mahammadan law a mosque is the property of God; and in the absence of evidence to show that a mosque was reserved for any particular sect of Mahammadans, Muslims, to whatever sect they may belong, are entitled to use it. This has been laid down in a number of decided cases. See 7 Allahabad 178 at pages 182 and 183; also 7 Allahabad page 461 at pages 473 and 474; 12 Allahabad 494 at page 501; 13 Allahabad page 419 at pages 429 and 430; 35 Calcutta page 294; 35 Madras page 681; 2 Patna Law Journal page 108; 28 Indian cases page 934; and 1 Calcutta Weekly notes page 76 at page 79.

6th shee uvr. corrs ex

3752 - S.N.A. Advocate Kurnool



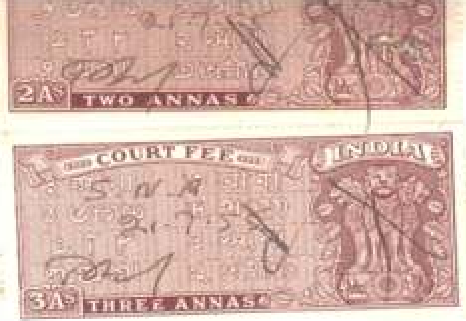
-7-

mosque, has invented a case of mala-fides and excesses and disturbance of prayers.

6.The following issues were framed in the District Court from which court the suit was transferred to this court:-

1. Whether the Wahabis never attended the suit mosque prior to 27th April 1923, or if they did so attend, whether they were praying in accordance with the Hanafi tenets only?
2. Whether acts of the nature of those described in para 6 of the plaint were done by the Wahabis unjustifiably and with a view to disturb the prayers of the Hanafis or cause annoyance to them when engaged in worship so as to give plaintiff a cause of action in the suit?
3. Whether the plaintiff, if he succeeds in the suit, is entitled to any damages and if so, to what amount?
4. Whether the trustees of the suit mosque have the power ~~of~~ to regulate the performance of the Namaz?
5. To what relief is plaintiff entitled?

7th sheet ovr. copis ex.



-6-

and confusion to the Hanafis. They state that they have been attending the suit mosque from time immemorial that they have been always saying the word "Ameen" aloud but not in a shrill high tone malafide; that they have been repeating loudly as usual, as laid down by their tenets, the words "Rabbanalakala hamd, Hamdan Kaseeran Thoyyaban Mubarakan Fee" but not malafide or with any malicious intent; that they did not stamp with pressure on the fee of the Hanafis but, as is ordained according to their ritual, merely touched the feet of the by-standers so as to form a close and continuous line in praying; that they in accordance with their ritual, place their elbows and arms any persons by their side; that they have been merely performing their prayers bonafide and in exercise of their rights according to what is enjoined by their texts; that the suit mosque is a public one and is not reserved for the use of any particular sect; that the Hanafis had suffered no injury and are entitled to no damages; and that the plaintiff, being unable to deny the right of the Ahle-Hadis sect to pray in a public

ot sheet uvr. cor exam



-5-

(b) That a permanent injunction may be granted against the defendant Wahabis (Ahle-Hadis) or Suoni restraining them (i) from shouting aloud the word "Ameen" malafide so as to disturb the prayers of the Hanafis. (ii) from crying or shouting aloud the expression "Rabbanalakal Hamd" and from saying or crying or shouting aloud "Hamadan Kaseeran Thoyyaban Mubarakan Fee". (iii) from placing their feet so as to touch the feet of the Hanafis or placing and stamping their feet on those of the Hanafis (iv) from striking the Hanafis with their elbows or with their hands during the course of the namaz.

(c) And that Rs.500/- may be decreed in favour of plaintiff and against the defendants as damages for the unlawful interference of the namaz of the Hanafis.

4. The defendants state that the members of the Ahle-Hadis sect have been going to and praying according to their own creed and tenets in the suit mosque for a very long time. They deny that the Roshan family set up the members of their community to attend the suit mosque on the 27th April 1963 in order to cause disturbance

6th sheet ovr. corre exam



-4-

three times the words "Rabbanalakala Hamd; Hamdan Kaseeran Tooyyaban Mubarakan Fee", for a minute or two each time. The Hanafis utter only the words " Rabbanalakala Hamd" and that too in a very low tone.

3. The Ahle-Hadis (Wahabis) began to claim to touch the feet of the Hanafi members according to their (Ahle-Hadis) ~~xx xx~~ ritual and in doing so they began actually to place their feet on those of the Hanafis standing next to them and began to stamp with pressure the feet of the Hanafis so as to disturb their prayers. The Hanafis stand each apart from the other.

4. The Ahle-Hadis (Wahabis) in placing their folded arms over their chest and raising them to the ears began to actually strike ~~xxx~~ with their elbows and ~~xxx~~ arms such of the Hanafis that were by their side. The Hanafis do not act like this.

3. On behalf of the Hanafi Mahammadans the plaintiff prayed for the following reliefs:-

(a) that the Hanafi Mussalmans of Adoni may be declared to be entitled to pray in the Jumma Musjid at Adoni free from the interference and disturbance of the defendant Wahabis (ahle-hadis).

4th sheet ovr. cor: exam



-3-

family and the rich and influential Roshan family of Adoni. The 3rd defendant is a member of the Roshan family; and the 1st defendant is connected with the said family by marriage, being the borhter-in-law of one Roshan Vedam Minulla Sahib now deceased. The members of the Roshan ~~family~~ family set up the members of the Ahle-Hadis or Wahabi sect to go to the Jumma Musjid during the month of Ramzan in the year 1923, though for 20 or 25 years previously the Ahle-Hadis (Wahabis) had never gone to that mosque to offer their prayers. From the 27th April 1923 the Ahle-Hadis (Wahabis) began to atend the Jumma Musjid and began to do the following acts:-

1. they began to cry out loudly and in a shrill high tone the word "Ameen" in u.a faith in order to create confusion and distrurb the Hanafi members while engaged in offering namaz. The Hanafis pronounced the same words in a very low tone each one for himself, so as not to heard by others.
2. the Ahle-Hadis (Wahabis) began to cry out loudly

3rd sheet uvr. Compare exam





-2-

called the Ahle-Hadis, who are known popularly as Wa-habis, though they resent the nick-name of Wahabi. The defendants 1 to 4 have been sued as representing the Ahle-Hadis (Wahabi) sect of Mahamadans at Adoni. The suit is for a declaration that the Hanafi Mussalmans at Adoni.xxxxxxx are entitled to pray in the Jumma Masjid at Adoni free from the interference and disturbance of the Ahle-Hadis (Wahabis) and for a permanent injunction restraining the members of the Ahle-Hadis (Wahabi) sect from disturbing the prayers of the Hanafis in certain ways.

2. The story of the plaintiff is as follows:- In Original Suit No.46 of 1920 on the file of the Sub-Court of Bellary, a scheme was framed for the administration of the Jumma Musjid of Adoni and five trustees were appointed one of whom was to be the executive trustee. This office of executive trustee was first held by one Kurnool Khaja Hussain Sahib and after his death, the present plaintiff was appointed executive trustee by the Sub-Court. In the course of the litigation relating to the mosque ill-feelings arose between the plaintiff. ....

2nd sheet ovr. corrs exam



In the court of the Subordinate Judge, of Bellary.

Present.-M.R.Ry. T.Bhujanga Rao Pantulu Garu,M.A.,B.L.,
Subordinate Judge.
Tuesday the 25th day of August 1925.

Original Suit No.20 of 1924.

(Original Suit No.33/23 on the file of the District Court Bellary)

******

Kurnool Abdul Rahim Sab, Executive Trustee Jumma Musjid,
Adoni on behalf of the Hanafi Mussalmans of Adoni.
....Plaintiff.

Versus.

1. Sherkhan Ahmed Hussain Sab; | on behalf
2. Alur Abdul Razak Sab. | of the Wa-
3. Roshan Obeidulla Sab alias Masthan Sab. | habi Mussal-
4. Panci Khaja Hussain Sab. | mans Commu-
nity of Adoni. ... ... | Defendants.

This suit coming on for final hearing on the 15th day of August 1925, in the presence of Mr.B.Rama Rao, vakil for plaintiff and of Messrs;- C.Balaji Rao and V.Raghavachar, vakils and D.Venugopala Chari,pleader for the 1st defendant and Mr.C.Balaji Rao, vakil for 1 to 4 defendants, and having stood over to this day for consideration, the court delivered the following:-

Judgment.

****

1. Plaintiff is a Hanafi Mahammadan of Adoni and the executive trustee of the Jumma Musjid at Adoni. He has filed the suit on behalf of all the mussalmans belonging to the Hanafi sect of mahammadans at Adoni. The defendants belong to the sect of mahammadans

With lot of pursuance, taking help of Ulma specially Late Moulana Abdul Gani Panjabi the case was presented by collecting sahi Hadees, translating them in English and submitting both Urdu and English version as an evidence, and even performing actual Salah in front of the Judge. Each issue was separately taken up based on evidences, finally, Alhamdulillah the learned Judge gave Judgment in favour of the Ahle Hadees Jamat for issues 1 and 2. With respect to issue No. 3, the judgment said Hanafi's are not entitled for decree instead, they have to pay 2/3 the cost to the Ahle Hadees, for which Late Syed Abdul Salam Saheb refused to accept the cash, as the fight was for establishing true Islam not for any other purpose.

The Judgment is worth reading hence I have mentioned only a few points as an introduction. Owing to the circumstances that year (1925), Late Syed Abdul Salam Saheb felt the need to have separate Idgah, so he constructed the same and donated it to the Ahlehadees Jamat Bellary to perform Eid Salah as per Sunnah of Prophet Muhammed ﷺ. He also made provisions for ladies by constructing a permanent enclosure such that voice of the Khateeb was heard inside it along with the facility for their ablution.

May Allah reward him accordingly Aameen

I express my gratitude to Moulana Abdul Basith Saheb Riyazi, former Amir Jamiat-e-Ahle Hadees Andhra Pradesh; Moulana Abdul Wahab Saheb Jamai former secretary, Jamiat-e-Ahle Hadees Karnataka; Moulana Hafiz Noor Ahmed Jamai Imam & Khateeb, Jamia Masjid e-Ahle Hadees, Cowl Bazaar Bellary; Janab Sher Khan Ishaq Saheb and Janab Sher Khan Obedullah Saheb of Adoni son and grandson of late Sher Khan Ahmed Hussian saheb respectively; also Janab Abdul Bari Saheb S/o Moulana Abdul Ghani Saifi Umri who encouraged and gave me their valuable suggestions in publishing this booklet. If felt necessary, the judgment will be translated in other languages so as to benefit the community.

May Allah accept this publication and make it a means of guidance to the entire Ummah, Aameen.

Syed Abdul Mujeeb
S/o Late Syed Abdul Hafeez Saheb,
Amir, Jamiat-e-Ahlehadees, Bellary Dist.

Date : 28th June 2013 AD
18th Shaban 1434 AH

ناشر : سید عبدالمجیب بن سید عبدالحفیظ صاحب، بلھاری۔

The mob was forcing them to seize the Holy Qura'an (translated version) and Siha Siththa (translated 6 authentic books of Hadith) and other Islamic books. When the police were inclined to do so, they were cautioned that these are the Holy Books for the entire Muslim community and should be respected and not be seized. Later, though the police were persuaded not to take the books, unfortunately they did seal the Masjid. Similar type of incidents have occurred in Shapur, Yadgir and some other places in Karnataka, Andhra Pradesh and other parts of the country. But by Allah's grace, in due course it so happened that, the Jamat was strengthened and Ahle Hadees Masajid were ultimately built.

In our country, of late, such incidents are taking place causing lot of hurdles to the Ahle Hadees Jamat. About a few decades back Muslims of Hanafi jamat in Adoni (AP) filed a case against the Ahle Hadees. The case was fought at the District Court of Bellary. My Grandfather Late Syed Abdul Salam Saheb then the President Ahle Hadees Masjid Cowl Bazaar, and the owner of Bone factory Bellary along with late Sher Khan Ahmed Hussain Saheb of Adoni and other Ahle Hadees members of both the places took the responsibility of pursuing the case on behalf of the entire Ahle Hadees fraternity. The Learned Judge based on authentic evidence and proof gave Judgment in favour of the Ahle Hadees jamat. The Judgment copy was not available until recent time, therefore now it is published in its original form so that it will be an eye opener to all Muslims and give more confidence to Ahle Hadees Jamat in particular where similar cases are being fought so that it can be used as a ready reference, for their defense in the court of Law.

Synopsis of the Case:

Hanafis of Adoni filed case against Ahle Hadees on these major issues.

1. Ahle Hadees should not pray in the disputed masjid and should be reserved to Hanafis only.
2. They should not say Aameen loudly, place hands on the chest, do Raful Yadein and stand touching leg to leg, shoulder to shoulder in salah.
3. Claiming decree of Rs. 500/- against Ahle Hadees for damages.



PREFACE

Islam is the religion revealed by Allah, the Almighty. It is perfect and complete. There is no scope for any addition or deletion in it. The Holy Qura'an and the Hadees of Prophet Muhammed ﷺ are the two authentic references of Islam. The Prophet ﷺ has stressed his followers to firmly hold these and sort out the differences (if any). Only then they shall not go astray.

There has always been a Jamat or a group of people who have been following the teachings of Prophet Muhammed ﷺ since the inception of Islam. This Jamat is called by different names in different parts of the world and in India it is called the Whabis/Ahle Hadees. The people of this Jamat follow his teachings in all walks of life including prayer (Salah), which is an important pillar of Islam. Masjid is not only the center of Salah for Muslims but also an important base for learning for both men and women. Unfortunately in many Massajid Ahle Hadees are denied the privilege of following sunnah. They are branded as Non-Muslims and Gair Moqallid by the other sects of Muslims who are ignorant of true Islamic fenets. They are harassed by putting pressure on political parties and other government agencies to prevent the building of Ahle Hadees Masjid, thus cause hinderance in its propagation.

I, myself, have been an eyewitness for such an injustice while on a business trip to Gadag (Karnataka) in the year 2002. It was informed during my short stay, that the Ahle Hadees followers were not only beaten by the majority non-Ahle Hadees but also a complaint had been lodged against them in the local police station. On hurrying to the police station it was found that only a handful of Ahle Hadees followers were surrounded by hundreds of their opponents. They were falsely accusing the Ahle Hadees of showing disrespect to Prophet Muhammed ﷺ, disregarding the Saints and thus causing mischief and trouble in the town. The ferocious mob was urging the police to seal the temporary Ahle Hadees Masjid. The police accompanied by the mob rushed to the Masjid.

A HISTORIC
JUDGEMENT

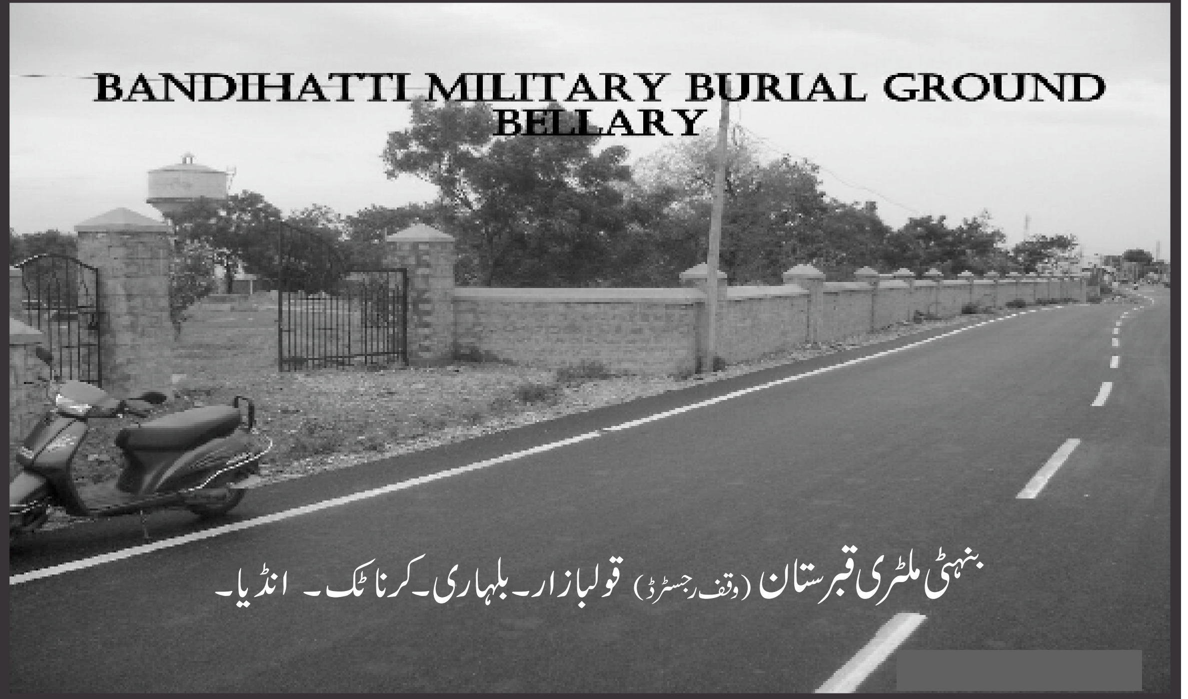


Published by

SYED ABDUL MUJEEB s/o SYED ABDUL HAFEEZ SAB

Abdul Salam House, Abdul Salam Street.
Cowl Bazaar, BELLARY. 583102. Karnataka INDIA.

عیدگاہ عبدالسلام اہل حدیث (وقف رجسٹرڈ) قول بازار بلہاری۔ کرناٹک۔ انڈیا۔



بنہٹی ملٹری قبرستان (وقف رجسٹرڈ) قولبازار۔ بلہاری۔ کرناٹک۔ انڈیا۔

A HISTORIC JUDGEMENT



Published by

SYED ABDUL MUJEEB s/o SYED ABDUL HAFEEZ SAB

Abdul Salam House, Abdul Salam Street.
Cowl Bazaar, BELLARY. 583102. Karnataka INDIA.